ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

20

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

12 تا 18 ذوالقعدہ 1445ھ / 21 تا 27 مئی 2024ء

مسلمان قوم کی ذلت کی وجہ کیا ہے؟

تلخ سہی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آج سب سے زیادہ ذلیل و خوار اور بے وزن بھی مسلمان قوم ہے۔ نہ ان کی اپنی کوئی رائے ہے نہ کوئی منصوبہ، نہ ان کا کوئی وقار ہے اور نہ کوئی اعتبار۔ انفرادی حیثیت سے ان میں یقیناً لاکھوں ایسے ہیں جن پر انسانیت فخر کر سکتی ہے لیکن اجتماعی حیثیت سے دنیا میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے۔

کبھی آپ نے غور کیا کہ اس بے قدری اور ذلت کی وجہ کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ امت نے اپنا وہ فرض بھلا دیا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تھا۔ امت مسلمہ عام امتوں کی طرح کوئی خود رو امت نہیں ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص منصوبے کے تحت ایک عظیم مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی کا وہی مشن قرار دیا ہے جو اپنے اپنے دور میں اللہ کے پیغمبروں کا مشن رہا ہے۔ نبوت کا سلسلہ نبی اُمی ﷺ پر ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ کے بندوں تک اللہ کا دین پہنچانے کا کام اب رہتی دنیا تک اسی امت کو انجام دینا ہے۔ یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے اسی کی خاطر اللہ نے اسے ایک امت بنا کر رہنے کی تاکید کی ہے اور اسی فرض کی ادائیگی سے اس کی تقدیر وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دے۔“ (آل عمران:104)

اگر امت یہ کام سرگرمی سے انجام دے رہی ہے تو امت زندہ ہے اور عظمت و عزت اور وقار و سربلندی اس کی تقدیر ہے لیکن امت اگر اس فرض سے غافل ہو جائے، دین حق کے کام کا اسے احساس ہی نہ ہو تو وہ زندگی سے محروم ہے۔ اور مردہ ملت بھلا عزت و عظمت کا مقام کیسے پا سکتی ہے۔

”فرض آپ کو پکار رہا ہے“
مولانا محمد یوسف اصلاحی

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 227 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 35450 سے زائد جن میں بچے: 15250۔
عورتیں: 11300 (تقریباً)۔ زخمی: 86500 سے زائد

اس شمارے میں

ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل کی تاریخ (2)

زندگی کے دو رویے: دو ہی نتائج

اسرار کا کھوج

گندم اسکینڈل: کیا مجرموں کو کٹہرے میں لایا جائے گا؟

تہذیب آہن و بارود

سلام کی اہمیت، فضیلت اور آداب

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1085

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح

سُورۃُ القَصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 27

قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِکَ ۚ وَ مَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَیۡکَ ؕ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۲۷﴾

آیت ۲۷: ﴿قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ﴾ ’’اُس نے (موسیٰؑ سے) کہا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔‘‘

چنانچہ شیخ مدین اپنی بیٹی کے مشورے کی روشنی میں جو ارادہ کر چکے تھے اس بارے میں انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اعتماد میں لینا چاہا کہ وہ اپنی ایک بیٹی ان کے نکاح میں دینا چاہتے ہیں۔

﴿عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ﴾ ’’اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو۔‘‘

ممکن ہے اُس وقت اس علاقے میں نکاح کے بدلے لڑکے سے معاوضہ لینے کا رواج ہو۔ بہر حال شیخ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر وہ آٹھ سال تک ان کی خدمت کریں‘ ان کی بھیڑ بکریاں چرائیں اور گھر کے دوسرے کام کاج کریں تو اس کے بدلے میں وہ اپنی ایک بیٹی ان کے نکاح میں دے دیں گے۔

﴿فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِکَ ۚ﴾ ’’پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے (بطور احسان) ہے۔‘‘

یعنی اگر تم آٹھ سال کے بجائے دس سال پورے کر دو یہ تمہاری طرف سے ایک طرح کا احسان ہو گا۔

﴿وَ مَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَیۡکَ ؕ﴾ ’’اور مَیں تمہیں مشقت میں ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔‘‘

یعنی تمہیں اطمینان ہونا چاہیے کہ اس دوران میری طرف سے تم پر کوئی بے جا سختی نہیں کی جائے گی اور بہت بھاری کام کے باعث کسی بے جا مشقت میں نہیں ڈالا جائے گا۔

﴿سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۲۷﴾﴾ ’’ان شاء اللہ تم مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔‘‘

معاملات کے سلسلے میں ان شاء اللہ تم مجھے ایک راست باز اور کھرا آدمی پاؤ گے۔

درس حدیث

اسلام میں نکاح کی اہمیت

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَامَعۡشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡکُمُ الۡبَاءَۃَ فَلۡیَتَزَوَّجۡ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلۡبَصَرِ وَاَحۡصَنُ لِلۡفَرۡجِ وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ فَعَلَیۡہِ بِالصَّوۡمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ)) (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ’’اے جوانو! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور نکاح کر لے، کیونکہ اس سے نگاہ میں احتیاط آتی ہے اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ شہوت توڑنے کا ذریعہ ہے۔‘‘

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی تاریخ

(حصہ دوم، گزشتہ سے پیوستہ)

روتھ شیلڈ خاندان سولہویں صدی کے اواخر میں جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں اپنے آبائی گھر کے حوالے سے مشہور ہوا۔ خاندان کا سربراہ مائر امشیل روتھ شیلڈ اشکنازی یہودی تھا۔ موصوف کے پانچ بیٹے تھے۔ روتھ شیلڈ خاندان نے ابتدا ہی سے عالمی معیشت، سودی بینکاری اور بین الاقوامی فنانس کو تختۂ مشق بنایا۔ 1690ء میں برطانیہ کو فرانس کے ہاتھوں عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ برطانوی بحریہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہوگئی۔ 1.2 ارب پاؤنڈ تعمیر نو کے لیے درکار تھے۔ برطانوی حکومت کے پاس یہ رقم حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ سودی قرضہ تک نہ مل رہا تھا۔ ایسے میں اس صہیونی خاندان نے بینک آف انگلینڈ قائم کرنے کی تجویز دی۔ جب 1694ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے ایک قانون کے ذریعے بینک آف انگلینڈ کا چارٹر منظور کیا تو اس حکم نامے کے ساتھ ہی اس بینک کو یہ اختیار بھی دے دیا گیا کہ وہ کاغذ کے نوٹ جاری کر سکے گا۔ بینک آف انگلینڈ کا چارٹر ملتے ہی روتھ شیلڈ خاندان کے سربراہ نے اپنے بچوں کو یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں بینک قائم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ پانچ بیٹوں نے یورپ کے پانچ بڑے شہروں لندن، پیرس، ویانا، نیپلز اور فرینکفرٹ میں سود پر قرضہ دینے کا دھندا شروع کیا۔ وہ خاص طور پر فنانس کے حوالے سے برطانیہ، جرمنی اور سلطنت روم کی باقیات میں اہم مقام بنانے میں کامیاب ہوگئے اور اہم حکومتی عہدوں پر فائز ہوگئے۔ ان بچوں میں سے ناتھن مائر روتھ شیلڈ کو انگلینڈ کے مرکزی بینک کا سربراہ بنا دیا گیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ خاندان بینکاری، انوسٹمنٹ اور دیگر معاشی سرگرمیوں کے حوالے سے دنیا بھر میں سب سے بڑا خاندان سمجھا جاتا ہے۔ مغرب میں اپنے قدم جمانے کے بعد روتھ شیلڈ خاندان نے پسِ پردہ بادشاہ گری کا بیڑہ اٹھایا اور عالمی ڈیپ سٹیٹ کے اہم ترین کردار کے طور پر ابھرا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی بینکاری نے یورپ کی سیاسی تاریخ کو تراشا ہے۔ برطانیہ کو اسی خاندان کے قرض نے ایک بڑی عالمی قوت بنا دیا اور یوں (کالونیل ازم) کے دور کی بنیاد رکھی گئی۔

ایک واقعہ، جو تاریخ میں انتہائی مشہور ہے، قارئین کی دلچسپی کے لیے بیان کیے دیتے ہیں۔ ناتھن مائر روتھ شیلڈ نے نپولین کے خلاف جنگ میں برطانوی فوج کی خوب مدد کی۔ سونے اور چاندی کے سکوں کے انبار سودی قرضہ کے طور پر دیے۔ بے تحاشا اسلحہ فراہم کیا۔ 1815ء میں نپولین کو واٹرلو کے میدان میں برطانوی فوج کے ہاتھوں شکستِ فاش ہوئی۔ روتھ شیلڈ خاندان کے فرانس میں موجود نمائندے نے نپولین کی شکست کی خبر لندن میں بیٹھے ناتھن مائر روتھ شیلڈ کو فوراً پہنچا دی۔ ناتھن مائر روتھ شیلڈ نے لندن میں یہ افواہ عام کر دی کہ برطانوی فوج کو نپولین کے ہاتھوں شکست ہوگئی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ برطانیہ کی سٹاک مارکیٹ شدید مندی کا شکار ہوگئی۔ روتھ شیلڈ خاندان نے کوڑیوں کے بھاؤ سٹاک مارکیٹ کے تمام بڑے شیئرز خرید لیے گویا پوری برطانوی معیشت خرید لی۔ اگلے روز جب اصل حقیقت سامنے آئی کہ شکست درحقیقت نپولین کو ہوئی ہے تو سٹاک مارکیٹ میں قیمتیں ایک دم آسمان سے باتیں کرنے لگیں اور یوں یہ خاندان راتوں رات کھربوں پاؤنڈ اور برطانوی معیشت کا مالک بن گیا۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران روتھ شیلڈ خاندان کے افراد ایک طرف اتحادیوں کو سودی قرضہ اور اسلحہ فراہم کرتے تو دوسری طرف جرمنوں کو۔ خاندان کا تیسرا نمائندہ راک فیلر خاندان کی صورت میں امریکہ میں بھی موجود تھا جس نے امریکی صدر کے تذبذب کے باوجود امریکہ کو جنگ میں گھسیٹنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور کا بڑا سرمایہ دار، معیشت اور سیاست دونوں پر اثر رکھتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

12 تا 18 ذوالقعدہ 1445ھ جلد 33
21 تا 27 مئی 2024ء شمارہ 20

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دار الاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

لیکن یاد رہے کہ اشکنازی یہودی ہونے کے ناطے روتھ شیلڈ خاندان کی مذہب (یہودیت) اور خاص طور پر ارضِ مقدس یعنی فلسطین سے خاص دلچسپی رہی ہے۔ وہ اپنی دولت اور طاقت کو مذہبی مقاصد کے لیے استعمال کرتے رہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال بالفور ڈیکلریشن ہے۔ گزشتہ ایک صدی میں انسانی تاریخ پر خوفناک اثرات مرتب کرنے والا بالفور ڈیکلریشن جس کے باعث مسلمان اُمت گزشتہ پچھتر سال سے آگ اور خون میں نہا رہی ہے، اُسے 2 نومبر 1917ء کو برطانوی وزیر خارجہ آرتھر بالفور نے ایک خط کی صورت میں روتھ شیلڈ خاندان کے اُس وقت کے سربراہ لیونل والٹر روتھ شیلڈ کو لکھا تھا۔ اس خط میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ برطانوی حکومت اپنی تمام قوتیں اس مقصد کے حصول کے لیے لگائے گی کہ فلسطین کی سرزمین پر یہودیوں کے لیے ایک وطن تخلیق کیا جائے۔ بالفور ڈیکلریشن سے قبل سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں عالمی صیہونی تنظیم کے بڑوں کے اہم ترین اجتماع میں گریٹر اسرائیل کا مکمل روڈ میپ منظور کیا گیا۔

1904ء میں دنیا بھر کے صیہونی نمائندوں نے برطانیہ کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کیا اور ساتھ ہی یروشلم کے آس پاس کے علاقوں میں جا کر آباد ہونے کی خفیہ کوششیں شروع کر دیں۔ خلافتِ عثمانیہ میں فلسطین کے علاقے میں یہودیوں پر زمین خریدنے کی پابندی تھی۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اپنی تصنیف ''القدس'' میں لکھتے ہیں: ''طویل سالوں کی سازشوں اور منصوبہ بندی کے بعد 1901ء میں تھیوڈور ہرزل نے سلطان عبدالحمید خان، سلطانِ ترکی کو باقاعدہ پیغام بھجوایا کہ یہودی ترکی کے تمام قرضے ادا کرنے کو تیار ہیں، آپ فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانے کی اجازت دے دیں مگر سلطان عبدالحمید خان نے اس پیغام پر تھوک دیا اور صاف کہہ دیا کہ 'جب تک میں زندہ ہوں اور جب تک ترکی سلطنت موجود ہے اس وقت تک اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ فلسطین یہودیوں کے حوالے کیا جائے۔ تمہاری ساری دولت پر میں تھوکتا ہوں'۔ جس شخص کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا گیا تھا اس کا نام تھا حاخام قرہ صوا آفندی۔ یہ سالونیکا کا یہودی باشندہ تھا اور ان یہودی خاندانوں میں سے تھا جو سپین سے نکالے جانے کے بعد ترکی میں آباد ہوئے تھے۔ سلطان عبدالحمید خان کا یہ جواب سُن کر ہرزل کی طرف سے ان کو صاف صاف یہ دھمکی دے دی گئی کہ تم اس کا برا نتیجہ دیکھو گے۔ چنانچہ اس کے بعد فوراً ہی سلطان عبدالحمید کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشیں شروع ہو گئیں جن میں فری میسن، دونمہ (سباتائی یہودی) اور وہ مسلمان نوجوان شریک تھے جو مغربی تعلیم کے زیر اثر آ کر ترکی کی قوم پرستی کے علمبردار بن گئے تھے۔ ان لوگوں نے ترک فوج میں اپنے اثرات پھیلائے اور سات سال کے اندر ان کی سازشیں پختہ ہو کر اس منزل پر پہنچ گئیں کہ سلطان عبدالحمید کو معزول کر دیں۔ اس موقع پر جو انتہائی عبرتناک واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ 1908ء میں جو تین آدمی سلطان کی معزولی کا پروانہ لے کر ان کے پاس گئے تھے ان میں دو ترک تھے اور تیسرا وہی حاخام قرہ صوا آفندی تھا جس کے ہاتھ ہرزل نے فلسطین کو یہودیوں کے حوالے کرنے کا مطالبہ سلطان کے پاس بھیجا تھا۔ (بحوالہ: القدس از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

روتھ شیلڈ کے شاطرانہ ذہن نے ایک خفیہ ترکیب سوچی اور اس نے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ 1909ء میں روتھ شیلڈ دنیا بھر سے ساٹھ یہودی سرمایہ داروں کو لے کر خلافت عثمانیہ کے علاقے یروشلم سے تقریباً ساٹھ کلومیٹر دُور پہنچا اور تل ابیب شہر کو بسایا جو آج ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل کا دارالحکومت ہے۔ صیہونیوں نے 1917ء سے 1948ء تک دہشت گردی اور دھونس سے فلسطینیوں کے علاقے چھینے۔ تل ابیب کی سب سے قدیم سڑک کا نام روتھ شیلڈ بلیوارڈ ہے۔ اسی سڑک پر موجود ایک ہال میں 14 مئی 1948ء کو اسرائیل کی آزادی کا اعلامیہ پڑھا گیا اور اس پر دستخط ہوئے۔ اسے اپنی لونڈی اقوامِ متحدہ سے تسلیم کروایا گیا۔ روتھ شیلڈ کے ہمراہ آنے والے ساٹھ خاندان اسی سڑک اور صیہونیت کے بانی تھیوڈور ہرزل کے نام والی سڑک پر آباد ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ روتھ شیلڈ خاندان نے صیہونیت کے فروغ اور صیہونی عزائم کے راستے میں رکاوٹیں دور کرنے کا بیڑا اُٹھائے رکھا۔ دنیا بھر کے مالدار صیہونیوں نے مغربی ممالک کے سرمایہ اور سیاست پر بتدریج قبضہ جمالیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کی پون صدی کی تاریخ فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام، نسل کشی اور درندگی و بہیمیت سے بھری پڑی ہے۔ دنیا بھر سے صیہونی آبادکاروں کو لا کر اور فلسطینیوں کی بستیوں کو مسمار کر کے یہودی آبادکاری کا وہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ جس کا آغاز 1948ء کے نکبہ سے کیا گیا تھا۔ 1967ء میں شام، اردن اور مصر کے علاقے چھینے اور مشرقی یروشلم و مغربی کنارہ پر قبضہ جمایا۔ 1947ء میں ارضِ فلسطین کے 7 فیصد رقبہ پر یہودی قابض تھے آج 80 فیصد سے زیادہ پر قابض ہیں۔ 1982ء میں لبنان کے صابرا اور شاتیلا کے کیمپوں میں تین دن تک سابق اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون کی سرکردگی میں ہر رات 3 ہزار بچوں کو شہید کیا گیا۔ کیمپ ڈیوڈ معاہدہ، اوسلو معاہدہ اور ماضی قریب میں ابراہام اکارڈز کے ذریعہ مصر، اردن، امارات، بحرین، مراکش، اومان اور سوڈان کو رام کیا گیا۔ پھر یہ کہ اسرائیل اور سعودی عرب کے مابین تعلقات کے قیام پر تیزی سے کام آگے بڑھ رہا تھا۔ غزہ کو 20 سال سے دنیا کی سب سے بڑی اوپن ایئر جیل بنایا ہوا ہے۔ جس میں محصور 25 لاکھ فلسطینیوں کا آج قتل عام جاری ہے۔ مغربی کنارے اور دیگر فلسطینی علاقوں میں ہر سال سینکڑوں فلسطینیوں کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ 2017ء میں بنیادی یہودی شہریت کا قانون پاس کیا گیا ہے جس کے تحت اسرائیل کے مکمل شہری صرف یہودی ہوں گے اور فلسطینی عربوں کو دوسرے درجے کا شہری قرار دیا گیا۔ 2023ء کے پہلے 9 ماہ کے دوران مسجد اقصیٰ کی حرمت کو 23 مرتبہ پامال کیا گیا ہے اور 7 اکتوبر سے چند روز قبل 5000 صیہونی آبادکار، جو تربیت یافتہ فوجی ہوتے ہیں اور اُنہیں فوج کے reservist کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اُنہوں نے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی۔ یہ وہ پس منظر تھا جس میں دہائیوں سے پسے ہوئے غزہ کے مظلوم و لاچار مسلمانوں نے 7 اکتوبر 2023ء کا اقدام کیا۔ 8 اکتوبر 2023ء سے اسرائیل نے غزہ پر وحشیانہ بمباری کا آغاز کیا جو گزشتہ سات ماہ سے مسلسل جاری ہے۔ آئندہ اداریہ میں مسجد اقصیٰ کی حرمت، اہلِ فلسطین کی عملی مدد اور صیہونیوں کی ناجائز ریاست اسرائیل کے حوالے سے مسلمان ممالک کے بالعموم اور پاکستان کے بالخصوص کرنے کے کاموں پر گفتگو ہوگی۔ ان شاء اللہ! (جاری ہے)

زندگی کے دو رویے: دو ہی نتائج

(سورۃ النازعات کی آیات 37 تا 41 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 10 مئی 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا جنت اور جہنم کا ذکر فرمایا ہے اور نتائج کے اعتبار سے صرف یہ دو ہی مقامات ہیں جو انسانوں کا آخری ٹھکانا بننے والے ہیں۔ ان میں سے جو لوگ جنت میں جانے والے ہیں ان کی صفات بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہیں اور جو جہنم میں جانے والے ہیں ان کے کرتوت بھی گنوائے ہیں۔ سورۃ النازعات کی آیات 37 تا 41 میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت ہی مختصر مگر جامع الفاظ میں واضح کر دیا ہے کہ جنت کن خوش نصیبوں کے لیے ہے اور جہنم کا ایندھن کون بننے والا ہے۔

بنیادی طور پر انسانی رویے صرف دو طرح کے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان اس احساس ذمہ داری کے ساتھ زندگی گزارے کہ مجھے پیدا کرنے والے نے کسی مقصد کے تحت اس دنیا میں بھیجا ہے اور مرنے کے بعد میں نے جواب بھی دینا ہے لہٰذا ایسا انسان اللہ کی نافرمانی، سرکشی، گناہ سے بچتے ہوئے زندگی گزارے گا۔ دوسرا وہ رویہ ہے کہ انسان غفلت، سرکشی، بغاوت اور مادر پدر آزادی میں زندگی گزارتا ہے، خواہشات کے لیے جیتا ہے اور ان کو پورا کرنے کے لیے ہر گناہ، ظلم اور برائی میں ملوث ہو جاتا ہے۔ زیر مطالعہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ ان دونوں رویوں کا نتیجہ بھی الگ الگ اور مختلف نکلے گا۔ یہ نہیں کہ دنیا میں اچھائی اور فرمانبرداری کے راستے پر چلنے والے اور برائی اور سرکشی کے راستے پر چلنے والے، دونوں انسانوں کے لیے آخرت میں ایک جیسا ہی نتیجہ نکلے۔ فرمایا:

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾﴾ ''پس جس نے سرکشی کی تھی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ اب جہنم ہی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کی زندگی کا مقصد بھی دوٹوک انداز میں بیان کر دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾﴾ (الذاریات) ''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

مرتب: ابو ابراهیم

ایک لفظ میں اللہ نے بندگی کے کل تقاضے بیان کر دیے کہ میری بندگی اختیار کرو۔ میرا کہا مانو، میری فرمانبرداری کرو۔ یعنی عبادت صرف عقائد، چند اعمال اور رسومات تک محدود نہیں ہے بلکہ کل زندگی میں اللہ کی فرمانبرداری مطلوب ہے۔ بندہ نماز میں کھڑا ہے، قربانی پیش کر رہا ہے، روزہ رکھ رہا ہے یا اللہ کے گھر کا طواف کر رہا ہے۔ یہ براہ راست اعمالِ عبادت ہیں۔ اس کے علاوہ بھی شریعت کے بہت سارے احکام بندوں سے متعلق ہیں۔ جب بندہ ان پر عمل کرتا ہے تو وہ بھی عبادت والے اعمال بن جاتے ہیں۔ مثلاً اللہ کا حکم ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے کہ بندہ ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھے تو ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ یعنی ماں باپ کو محبت سے دیکھنا بھی عبادت بن جائے گا اور اس کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح زندگی کے تمام تر معاملات میں چاہے وہ خوشی یا غمی کا معاملہ ہو، گھر والوں سے رویہ کی بات ہو، کاروبار ہو، ملازمت ہو، ہر معاملے میں اللہ کی فرمانبرداری کرنا عبادت یعنی اللہ کی بندگی ہے۔ اسی طرح اجتماعی سطح پر چاہے سیاست ہو، معیشت ہو یا معاشرت ہو، ہر جگہ اللہ کی فرمانبرداری ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ ابھی مسجد میں باجماعت نماز پڑھی ہے اور پارلیمنٹ میں جا کر غیر شرعی قوانین کے حق میں رائے دے رہے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اگر مسجد میں اللہ کو بڑا مانا ہے تو پارلیمنٹ میں بھی اللہ کو بڑا ماننا ہوگا۔ اسی طرح عدالت میں، ریاستی اداروں میں، ہر سطح پر اللہ کا حکم مانا جائے۔ اس کا نام بندگی ہے۔

ذرا سوچیے! ہمارے کام کیا ہیں؟ اللہ کا حکم ماننے کی بجائے امریکہ کے حکم پر ہر کام کر رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ! ہمارے تعلیمی اداروں میں کیا حرکتیں ہو رہی ہیں؟ امریکی تعاون اور فنڈنگ کے ساتھ ہم جنس پرستوں کا پورا ایک میوزیکل بینڈ پاکستان بھجوایا گیا تاکہ یہاں کے تعلیمی اداروں میں بے حیائی کو عام کیا جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بے حیائی سے منع کرتا ہے۔ پھر امریکہ کی طرف سے تقاضا آیا کہ یہاں تعلیمی اداروں میں میوزک کے ساتھ ساتھ ڈانس بھی ہونا چاہیے۔ پھر حکم آیا کہ تعلیمی اداروں میں شطرنج کی پریکٹس کروائی جائے اور ہماری وزارت تعلیم نے فوراً حکم بجالاتے ہوئے نوٹیفکیشن جاری کر دیے۔

مزاحمت کے خوف سے ڈانس اور میوزک کا نوٹیفکیشن تو روک دیا گیا لیکن شطرنج سکھانے کا جاری ہوا۔ پھر پنجاب کی یونیورسٹیز میں موسیقی کے مقابلے کرانے کا پلان سامنے آ گیا۔ ذرا سوچئے! ہم کس کا حکم مان رہے ہیں؟ کیا اللہ کی عبادت صرف چند نمازوں، رمضان کے روزوں اور جمعہ کی دو رکعت تک محدود ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ کی عبادت گھر میں بھی مطلوب ہے، باہر بھی مطلوب ہے، پارلیمنٹ میں، ریاست کی سطح پر، ریاست کے ہر ادارے میں، حکومت کے ہر ادارے میں بھی مطلوب ہے۔

آج ریاست کی رٹ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ بھئی کیا یہ ریاست ہمارے بزرگوں نے امریکہ کے لیے لی تھی، شیطنت کے لیے لی تھی، اپنے بچوں اور بچیوں کو بھانڈ اور مراثی بنانے کے لیے لی تھی؟ سودی نظام کو مسلط کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لیے لی تھی؟ امریکہ کے سامنے جھک کر اللہ سے سرکشی کرنے اور بغاوت کرنے کے لیے لی تھی؟ ایسے ہی سرکش اور باغی لوگوں کو اللہ تعالیٰ سورۃ النازعات کی آیات 37 تا 39 میں تنبیہ کر رہا ہے: ''پس جس نے سرکشی کی تھی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ اب جہنم ہی ہے۔ اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔ تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔''

خدا کی قسم یہ اللہ کا زندہ کلام ہے۔ فرمایا:

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰﴾ (الانبیاء) ''(اے لوگو!) اب ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب نازل کر دی ہے، اس میں تمہارا ذکر ہے۔ تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟''

اگر میں ایک باپ ہوں، گھر کا سربراہ ہوں تو دیکھوں کہ اللہ کے احکامات پر گھر میں عمل ہو رہا ہے یا ایک ادارے کا سربراہ ہوں تو دیکھوں کہ ادارے کے تحت جو بھی کام ہو رہے ہیں ان میں کہیں اللہ کی نافرمانی تو نہیں ہو رہی؟ اگر جج کی کرسی پر بیٹھا ہوں تو دیکھوں کہ فیصلے اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے۔ ممبر آف پارلیمنٹ ہوں تو دیکھوں کہ کوئی قانون سازی اللہ کے حکم کے خلاف تو نہیں ہو رہی؟ ریاست کا حکمران ہوں تو دیکھوں کہ ریاست میں اللہ کا حکم غالب ہے یا نہیں ہے؟ اس پر انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہر چھوٹے بڑے کو غور کرنا چاہیے۔ کہیں ہم سرکشی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ صرف دنیا کی زندگی کو ہی ترجیح تو نہیں بنا بیٹھے۔ یہ بندگی کا، عبادت کا تقاضا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے۔ ہر چند دنوں کے بعد ہم کسی کے انتقال کی خبر سنتے ہیں، نماز جنازہ میں بھی شرکت کرتے ہیں، اس میں ہمارے لیے بھی پیغام ہے کہ:

﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ؕ﴾ (آل عمران: 185)

''ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔''

موت عمر کی حد نہیں دیکھتی، کسی بھی وقت، کسی کو بھی آ سکتی ہے، روز اپنی آنکھوں کے سامنے ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں، بس اتنی سی اس دنیا کی حقیقت ہے کہ آنکھیں بند ہوئیں تو یہ دنیا ختم۔ اصل اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ اس عارضی دنیا میں تھوڑی سی لذتوں کے لیے، اس کی محبت میں ڈوب کر انسان آخرت کو فراموش کر دیتا ہے، سرکشی اور بغاوت پر اتر آتا ہے، حلال حرام کی تمیز چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن جتنی بھی سرکشی اور بغاوت کر لے، آخر جانا اسے اللہ کے پاس ہی ہے۔ فرعون اور نمرود کتنے سرکش اور باغی تھے۔ کتنی دنیا حاصل کی لیکن انجام کیا ہوا۔ فرمایا:

﴿فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً ؕ﴾ (یونس: 92) ''تو آج ہم تیرے بدن کو بچائیں گے تا کہ تو اپنے بعد والوں کے لیے ایک نشانی بنا رہے۔''

فرعون کی لاش آج بھی عبرت کے لیے موجود ہے۔ اس سے ان لوگوں کو سبق سیکھنا چاہیے جو چند ٹکوں کی خاطر

پریس ریلیز 17 مئی 2024ء

اہلِ آزاد کشمیر کو وعدے اور معاہدے کے مطابق تمام حقوق دیے جائیں

شجاع الدین شیخ

اہل آزاد کشمیر کو وعدے اور معاہدے کے مطابق تمام حقوق دیئے جائیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے وفاقی حکومت کی جانب سے آٹے اور بجلی کی قیمتوں کے حوالے سے آزاد کشمیر کے ساتھ کیے گئے وعدہ کی خلاف ورزی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جب کشمیری بھائیوں کے ساتھ یہ معاہدہ ایک عرصہ سے چلا آ رہا تھا کہ بجلی کے فی یونٹ نرخ لاگت سے زیادہ نہیں ہوں گے اور آٹا بھی رعایتی نرخوں پر فراہم کیا جائے گا تو پھر آئی ایم ایف کے دباؤ پر قیمتیں بڑھا کر وعدے اور معاہدے کی خلاف ورزی کیوں کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔ پاکستان میں بہنے والے تمام بڑے دریاؤں کا نقطۂ آغاز کشمیر ہے لہٰذا اہل آزاد کشمیر کا سستی بجلی کا مطالبہ جائز ہے۔ پھر یہ کہ مسلمانان کشمیر نے پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں لہٰذا کشمیری عوام کے ساتھ خصوصی شفقت کا معاملہ کرنا وفاقی حکومت پر قرض ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ مظاہرین اور حکومت کے درمیان مذاکرات کامیاب ہو گئے اور حکومت نے آزاد کشمیر میں آٹے اور بجلی کے نرخوں کے حوالے سے پرانے معاہدہ کے مطابق مراعات بحال کر دیں جس سے ملک ایک بڑے بحران سے بچ گیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ معاہدے کے بعد رینجرز کس کے کہنے پر بھجوائی گئی اور کون امن کی کوششوں کو سبوتاژ کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور بھارت ہمہ وقت پاکستان کی سلامتی کے خلاف محاذ کھولے رکھتے ہیں۔ 5 اگست 2019ء کو مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف شب خون مارنے کے بعد سے بھارت کئی ایسے عملی اقدامات اُٹھا چکا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ آزاد کشمیر پر جارحیت کا ارادہ رکھتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پاکستان اور ریاستی ادارے صورت حال کی سنگینی کا پوری طرح ادراک کریں اور آزاد کشمیر کے ساتھ ساتھ ملک کے وہ تمام علاقے جنہیں پون صدی سے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا ہے اور ماضی میں اُن علاقوں کے عوام سے زیادتیاں کی گئیں، اُن تمام زیادتیوں کا بھرپور ازالہ کیا جائے۔ عوام کے خلاف پُرتشدد کارروائیوں اور غیر آئینی وغیر قانونی پکڑ دھکڑ سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ شہریوں کے خلاف بلا جواز طاقت کا استعمال کرنے کے ذمہ داروں کے خلاف تادیبی کارروائی کر کے اُنہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ درحقیقت پون صدی سے اشرافیہ پوری قوت کے ساتھ وسائل کی لوٹ کھسوٹ اور کرپشن میں مصروف ہے اور بے دردی سے عوام کا خون چوس رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کرپشن میں ملوث اشرافیہ کو آہنی گرفت میں لیا جائے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دیا جائے۔ ملک کے معاشی نظام کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ڈھالا جائے تا کہ ملک کے طول و عرض میں معاشی عدل بھی قائم ہو اور ملک کو معاشی خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

امریکیوں کے سامنے جھک کر اللہ کے احکامات کو توڑ رہے ہیں۔ عارضی دنیا کے لیے ہمیشہ کی آخرت کھوٹی کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ دنیا بھی کتنی حقیر ہے۔ ایک بکری کا مردہ بچہ کچرے کے ڈھیر پر پڑا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ''کون تم میں سے اس کو ایک درہم میں خریدے گا؟ صحابہ کرام ؓ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو مردار ہے، اسے کون خریدے گا۔ فرمایا: اللہ کی قسم جتنا یہ بکری کا مردار بچہ تمہاری نگاہوں میں کمتر، حقیر اور ذلیل ہے، دنیا اور اس کا مال و اسباب اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں اس سے زیادہ کمتر، حقیر اور ذلیل ہے۔ دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہلاک ہو گیا درہم کا بندہ اور دینار کا بندہ۔ یعنی روپے، پیسے اور ڈالر کا بندہ جو مالی فائدے کے لیے، اپنا ایمان، اپنی قوم حتیٰ کہ اپنے ملک کا مفاد بیچ دیتا ہے۔ ہم نے کتنی مرتبہ ملک کو امریکہ کی جنگ میں جھونک دیا، کس لیے؟ صرف ڈالر کے لیے۔ امریکہ کو اڈے دے کر اپنے مسلمان بھائیوں پر حملے کروائے، افغانی بھائیوں کو شہید کروایا، چند ہزار ڈالروں کی خاطر بعضوں نے مسلمانوں کو امریکہ کے حوالے کر دیا، دنیا میں واحد اسلامی حکومت کو ختم کروایا۔ کیا جواب دیں گے اللہ کے سامنے؟ ہم نے کیا حاصل کیا؟

آج تھوڑی سی گرمی کراچی میں پڑ گئی پسینے بہہ رہے ہیں۔ یہ دنیا کی گرمی ہے جو ہمیں پریشان کر دیتی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جہنم کی آگ اس دنیا کی آگ سے 69 گنا زیادہ شدید ہے۔ صرف آگ ہی نہیں بلکہ جہنم کے کئی عذابوں کی وعید سے قرآن بھرا ہوا ہے۔ زیر مطالعہ آیات میں جہنم میں جانے والوں کی دو نشانیاں بیان ہوئیں۔ 1۔ اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنی مرضی چلانے والے۔ 2۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو ترجیح دینے والے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان علامات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اگلی دو آیات میں اہل جنت کی بھی دو نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝﴾ ''اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے' اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔''

اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف ایسی چیز ہے جو انسان کو اللہ کا فرمانبردار بندہ بناتی ہے۔ قرآن میں فرمایا:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝﴾ (الرحمٰن)

''اور جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔''

جنت کی وسعتوں اور اس کی نعمتوں کا صحیح ادراک ہم اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔ حدیث میں ہے کہ آخری بندہ جس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا اس کی جنت ہماری اس دنیا سے 10 گنا بڑی ہوگی۔ یہ کراچی کی بات نہیں ہو رہی، پاکستان اور ایشیا کی بات نہیں ہو رہی، پوری دنیا کی بات ہو رہی ہے، اس سے 10 گنا بڑی جنت آخری جنتی کو ملے گی تو جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان کی جنت کا عالم کیا ہوگا؟ مگر یہ جنت انہیں ملے گی جن میں پہلی علامت یہ ہوگی کہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتے رہے۔ بچہ امتحان میں فیل ہو جائے تو باپ کا سامنا نہیں کر سکتا، کمپنی کا منیجر کسی ورکر کو پروجیکٹ کے لیے بھیجتا ہے، ورکر ناکام ہو جائے تو واپسی میں منیجر کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ ذرا سوچئے! اللہ کا ڈر ہے کہ نہیں؟ ہمارے حکمرانوں کو امریکہ کا ڈر ہے کہ وہ ناراض نہ ہو جائے، امریکہ ہمیں دیکھ رہا ہے، کیا اللہ بھی ہمیں دیکھ رہا ہے یا نہیں دیکھ رہا؟ یہ انفرادی مسئلہ بھی ہے، خاندان والے ناراض نہ ہو جائیں، باس ناراض نہ ہو جائے، اللہ کی مخلوق کا اتنا ڈر ہے، اللہ کا بھی ڈر ہے کہ نہیں؟ اللہ فرماتا ہے:

﴿اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾ ''کیا تم ان سے ڈر رہے ہو؟ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو۔''

اللہ ہمیں پیدا کرنے والا ہے، ساری نعمتیں اسی کی ہیں اور جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے اُسی کا دیا ہوا ہے۔ اس احساس کے ساتھ اللہ کی ناشکری سے بچنا، یہ بھی اللہ سے ڈرنا ہے۔ قرآن کے اس آخری پارہ میں تزکیہ نفس کا بار بار ذکر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝﴾ (الشمس)

''یقیناً کامیاب ہوگیا جس نے اس (نفس) کو پاک کرلیا۔''

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝﴾ (الاعلیٰ)

''یقیناً وہ کامیاب ہوگیا جس نے خود کو پاک کرلیا۔''

تزکیہ نفس کیسے ہوگا؟ اس حوالے سے اہل علم نے تین اہم باتیں بتائی ہیں:

1۔ بندہ اپنے آپ کو شرکیہ عقائد، کفریہ عقائد، الحاد اور نفاق سے بچائے کیونکہ یہ چیزیں بندے کو جہنم میں لے جانے والی ہیں۔ باطن کی بیماریوں میں تکبر بھی شامل ہے، تھوڑی کامیابی بندے کو مل جائے، پیسہ آ جائے تو تکبر آ جاتا ہے۔ تکبر سے بچنا بھی تزکیہ نفس کے لیے ضروری ہے۔

2۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، ان سے بچنا، جیسا کہ شراب، جوا، سٹہ وغیرہ۔ خواہش نفس کی ایسی پیروی سے بچنا جس سے رب کا حکم ٹوٹتا ہو۔

3۔ اللہ نے کوئی نعمت عطا کی ہے، صلاحیت دی ہے، علم یا ہنر دیا ہے، مال و دولت دی ہے، نیکی کی توفیق دی ہے تو ریاکاری سے بچنا۔ کیونکہ ریاکاری بھی اعمال کو تباہ کرنے والی چیز ہے۔

اللہ کی جنت سستی نہیں ہے۔ بچوں کے گریڈز بھی جان لگائے بغیر نہیں آتے۔ مہینے کی تنخواہ جان کھپائے بغیر نہیں ملتی، چند ہزار، لاکھ یا کروڑ کا پرافٹ رسک لیے بغیر نہیں آتا۔ کیا اللہ کی جنت اتنی سستی ہے کہ بغیر محنت اور کوشش کے آسانی سے مل جائے گی۔ ذرا غور کیجیے! ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾

کبھی ہوش و حواس میں رہ کر اور انہماک کے ساتھ غور و فکر کر کے بھی ہم نے سوچا ہے کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں؟ خدا کی قسم! اگر ہم سوچ سمجھ کر دو چار مرتبہ بھی دہرا لیں کہ اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے تو ہم ہر برائی کو چھوڑ دیں، ہر گناہ سے دور ہو جائیں، پورا معاشرہ ٹھیک ہو جائے، یہ رشوت ستانی، یہ کرپشن، یہ لوٹ مار، یہ ظلم و جبر اور قتل و غارت گری سب رُک جائے کیونکہ ہمیں احساس ہوگا کہ کل اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اللہ کی جنت سستی نہیں ہے۔ کسی نے پوچھا جنت کا راستہ کونسا ہے۔ جواب دیا گیا: ایک قدم اپنے نفس پر رکھو دوسرا جنت میں۔ جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی سے اپنے آپ کو روکا تو بے شک اس کے لیے جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو جہنم سے محفوظ رکھے اور اپنے فضل سے جنت الفردوس کا اہل بنائے۔ آمین!

اَسرار کا کھوج

عبدالرؤف
(معاون شعبہ تعلیم وتربیت)

اعلیٰ نصب العین کا وہ میدان، جو آج سے کم و بیش نصف صدی قبل اُس دور کی ایک عبقری شخصیت نے احساسِ فرض کے تحت منتخب کیا تھا، وہ پیشے کے اعتبار سے تو طبیب تھا اور طبیب بھی اس دور کا جب پیشۂ طبابت ایک معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا اور طبیب حضرات آج کی طرح اپنی اسناد ہاتھوں میں لیے در بدر نہیں بھٹکتے پھرتے تھے۔ گویا" پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں"

وہ چاہتا تو زر کی اس منڈی میں اپنا مول بڑھا کر دنیاوی لحاظ سے ایک اونچی اڑان اُڑ سکتا تھا لیکن اس کا شمار ان لوگوں میں نہیں تھا جو طالب دنیا بن کر اپنی ساری توانائیاں چند روزہ عیش وعشرت میں ضائع کر دیتے ہیں بلکہ قرآن کا طالب علم ہونے کے ناطے اس کے سامنے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں تھی کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے، اور یہ دنیا دار الامتحان ہے جس میں رہ کر ہم نے ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لیے تیاری کرنی ہے۔ اس لیے" بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں" کے مصداق اس نے اپنا اوڑھنا بچھونا ہی خدمت قرآن جیسے عظیم مشن کو بنا لیا تھا اور یہ کام اس نے اپنا پیشہ یا شوق سمجھ کر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ امت کی گزشتہ ایک سو سال کی تاریخ کے گہرے مطالعہ اور زوال و انحطاط کے اس عمیق مشاہدے کے بعد، جس کے متعلق مولانا حالی کے بقول ؎

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اس کے نزدیک آج دین کی اس غربت یا مغلوبیت کی اصل وجہ ایمان حقیقی کا ناپید ہونا ہے، جبکہ قرآن میں اللہ کا وعدہ ہے کہ "اور تم ہی سربلند ہو گے اگر تم مومن ہو گے۔" (آل عمران)۔ امت کے اس ضعف ایمان کی اصل وجہ اس کے نزدیک قرآن سے دوری اور بحیثیت امت ہمارا قرآن سے زندہ تعلق ٹوٹ جانا ہے۔ اس مردِ خدا کا کہنا تھا کہ جب تک امت کا قرآن سے ٹوٹا ہوا تعلق بحال نہیں ہوگا اس وقت تک امت زوال سے عروج کی طرف نہیں بڑھ سکے گی۔ لہٰذا اس بندہ خدا نے جس کا نام اس کے والدین نے "اسرار احمد" رکھا تھا، زوالِ امت کے اَسرار کا کھوج لگاتے ہوئے بمصداق فرمانِ نبوی ﷺ : ((فِیْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ)) " اس میں تمہارے پہلوں کی خبریں بھی ہیں اور تمہارے بعد پیش آنے والے واقعات کی اطلاعات بھی) قرآن میں اس انداز سے غوطہ زنی کی کہ وہ کتاب عظیم جو اس سے پہلے صرف "خواص" کے حلقے تک محدود تھی، عوام الناس اور دنیاوی تعلیم یافتہ حضرات کی اس تک رسائی نہ ہونے کے برابر تھی، اس کتاب کی روشنی میں نہ صرف حالاتِ حاضرہ کے مسائل کا حل دنیا کے سامنے پیش کیا بلکہ عوام الناس اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ایک بہت بڑے طبقہ کا اس کے ساتھ تعلق اس انداز سے جوڑا کہ ان کی متاعِ گم گشتہ دوبارہ ان کے ہاتھوں میں آ گئی۔ وہ لوگ جن کی زندگی کا بیشتر حصہ مغربی نظامِ تعلیم کے زیر سایہ گزرا تھا جب ان کا تعلق اس خادمِ قرآن کے ذریعہ قرآنِ عظیم کے ساتھ جڑا تو وہ بزبانِ اقبال یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ؎

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی
جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو
ترے عفو بندہ نواز میں

علاوہ ازیں اس بندہ خدا نے خدمتِ قرآن کے لیے جس ادارے کی بنیاد رکھی، اس کا نام انجمن خدام القرآن اسم بامسمّٰی ہو گیا کیونکہ بعد ازاں اسی انجمن کے بطن سے ارضِ لاہور میں پہلی قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا تھا اور قرآن کی روشنی پھیلانے کے جس سفر کا آغاز لاہور سے ہوا تھا، کراچی، ملتان، فیصل آباد، پشاور، کوئٹہ، جھنگ، سرگودھا اور اسلام آباد سے ہوتا ہوا نہ جانے کس کس مقام تک جا پہنچے۔

اس کے سامنے اپنے دورِ طالب علمی میں ہی قرآن حکیم کے منتخب مقامات کے ذریعہ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی تھی کہ "ہمارا دین کیا ہے؟" اور "ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟" لہٰذا ان سوالات کے جوابات کی تلاش میں وہ اس نتیجہ تک بھی پہنچ گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں آج کے جدید تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے غلبۂ دین کے اہم ترین فریضہ کی ادائیگی کے لیے ایک منظم اسلامی انقلابی جماعت کا وجود ناگزیر ہے جو توحید پر مبنی نظریہ کو اس انداز میں پیش کرے کہ وہ مروجہ طاغوتی نظام کے خود ساختہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی گوشوں پر تیشہ بن کر گرے اور منہج نبوی ﷺ کے نشان راہ پر چلتے ہوئے ایک ایسا عظیم انقلاب برپا کر دے جس کے ذریعہ بنی نوع انسان ہر قسم کے ظلم، جبر اور استحصال سے آزادی حاصل کر کے مساوات، حریت اور اخوت کا وہ عملی نمونہ جدید دنیا کے سامنے پیش کر سکے جو آج سے چودہ سو برس قبل محمد رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو دکھایا تھا۔ لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے اس بطلِ جلیل نے ایک منظم جماعت قائم کی جو آج "تنظیم اسلامی" کے نام سے نہ صرف پاکستان بلکہ باقی دنیا میں بھی ایک پہچان رکھتی ہے اور اول دن سے اپنی اصل فکر کے ساتھ جڑ کر غلبۂ دین کی جدوجہد میں مصروفِ عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو خواب "ڈاکٹر اسرار احمد ؒ" نامی اس مردِ درویش نے دیکھا تھا اور اس کے لیے اپنی پوری زندگی کھپا دی، اس خواب کو اللہ تعالیٰ شرمندۂ تعبیر کر دے، اس مردِ جلیل کو فردوسِ اعلیٰ میں جگہ عطا فرمائے اور اسے متقیوں کا امام بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

تعلیم وتعلم قرآن

اس وقت اصل ضرورت اس کی ہے کہ خود امت مسلمہ میں تعلیم و تعلم قرآن پاک کی ایک رو چل نکلے اور مسلمان درجہ بدرجہ قرآن سیکھنے اور سکھانے میں لگ جائے۔

(ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمد، صفحہ 213)

پون صدی کی تاریخ گواہ ہے کہ ملک کے ہر شعبہ میں مافیاز کا راج ہے جو مل کر ملکی وسائل کی لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں۔ گندم ہو یا چینی انہی مافیاز کی ملی بھگت سے بحران پیدا ہوتے ہیں: رضاء الحق

آٹا، چینی سمیت جتنے بھی بحران ملک میں آتے ہیں، ان کے پیچھے حکمرانوں کی نااہلی، نیت کا کھوٹ اور منصوبہ بندی کا فقدان، جیسے عوامل ہوتے ہیں: عبدالرحمٰن معظم

گندم سکینڈل: کیا مجرموں کو کٹہرے میں لایا جائے گا؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ملک میں جب سرپلس گندم موجود تھی تو مزید امپورٹ کی کیوں ضرورت پیش آئی اور اگر امپورٹ کر ہی لی ہے تو اب متعلقہ لوگ اس کی ذمہ داری لینے سے کیوں گریزاں ہیں؟

عبدالرحمٰن معظم: آپ نے بالکل درست کہا کہ گندم اس وقت گوداموں میں موجود تھی، یہ بھی پتا تھا کہ گندم کی نئی فصل بھی تیار ہے اور اس مرتبہ کسانوں نے کافی مقدار میں گندم کاشت کی ہے اس کے باوجود اتنی بڑی مقدار میں گندم امپورٹ کی گئی اور ملک کو 1 ارب 10 کروڑ ڈالرز کا نقصان پہنچایا گیا۔ جس طریقے سے گندم امپورٹ ہوئی ہے وہ بھی غور طلب ہے۔ پرائیویٹ اداروں کو امپورٹ کی اجازت دی گئی اور اس وقت کی صوبائی گورنمنٹ اور منسٹری آف کامرس نے منظوری دی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ 3.5 ملین میٹرک ٹن گندم امپورٹ ہوئی لیکن اس کے اوپر ڈیوٹی چارجز بھی نہیں لگائے گئے اور ملک کو 35 لاکھ ڈالر کا نقصان تو صرف ڈیوٹی نہ لگانے کی صورت میں پہنچا۔ پورٹ پر اس گندم کی قیمت 31 سو روپے فی من پڑی اور پنجاب گورنمنٹ نے ان اداروں سے 42 سو روپے پر من خریدی ہے۔ یعنی 11 سو روپے فی من پرائیویٹ لوگوں نے کمایا ہے اور اس طرح ہر جہاز پر انہوں نے تقریباً 50 سے 60 کروڑ روپے کمائے ہیں۔ بہت لمبے ہاتھ مارے گئے ہیں۔ اب اس پر آہستہ آہستہ انکوائریز ہوں گی تو شاید چیزیں سامنے آئیں گی لیکن تب تک یہ قصہ ماضی بن کر دفن ہو چکا ہوگا۔ البتہ آئندہ کے لیے روک تھام بہت ضروری ہے۔

سوال: سنا ہے کہ جیسے ہی منظوری ملی آٹھ دن کے اندر اندر جہاز کراچی پہنچ گئے۔ یہ کرشمہ کیسے ہوا؟ کیا یہ سارا کچھ پہلے سے طے شدہ تھا اور ہماری فوڈ سکیورٹی کی وزارت کی ملی بھگت سے ہوا ہے؟

رضاء الحق: پاکستان کی پون صدی کی تاریخ میں ہمیشہ مافیاز یعنی اشرافیہ کا راج رہا ہے۔ اس مافیا میں پہلے صرف جاگیردار تھے لیکن رفتہ رفتہ سرمایہ دار اور سیاستدان بھی شامل ہوتے گئے، پھر اس میں ریاستی اداروں کے اعلیٰ عہدیدار بھی شامل ہو گئے اور اب ہر سیکٹر، ہر شعبہ میں یہ مافیاز مل کر کھیل رہے ہیں۔ ان مافیاز کی اگر آپ نے ترکیب دیکھنی ہو تو

مرتب: محمد رفیق چودھری

SIFC دیکھ سکتے ہیں جہاں ملک کی معیشت کے حوالے سے تمام فیصلے ہوتے ہیں۔ وہاں یہ سب مافیاز مل بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں اور انہی کی ملی بھگت سے ملک میں ہر قسم کا بحران آتا ہے چاہے وہ آٹے کا بحران ہو یا چینی کا۔ یہ مصنوعی بحران پیدا کر کے قوم سے اربوں کھربوں روپے لوٹتے ہیں۔ یہی لوگ حکومتوں میں بھی موجود ہیں لہٰذا ان کے خلاف کوئی ایکشن بھی نہیں لیتا۔ مشرف دور سے اسٹیبلشمنٹ بھی اس میں ملوث ہے، لہٰذا چاہے کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو یا اپوزیشن ہو، ان لوگوں کی نمائندگی ہر جگہ موجود ہوتی ہے۔ خبریں یہ آرہی ہیں کہ IMF سے قرضہ لینے کے لیے امریکہ نے دو شرائط رکھی تھیں۔ ایک یہ کہ یوکرائن کو اسلحہ فراہم کیا جائے اور یہ معاملہ میڈیا میں رپورٹ بھی ہوا۔ دوسرا پاکستان یوکرائن سے گندم امپورٹ کرے۔ اس کے بعد جو گندم کا مصنوعی بحران پیدا کیا گیا، پھر گندم امپورٹ کی گئی اور اس میں لمبے ہاتھ مارے گئے، اس سارے کھیل سے ملک کو 1 ارب 10 کروڑ ڈالرز کا نقصان پہنچایا گیا۔ یہ اتنی ہی رقم ہے جو ہم نے IMF سے بطور قرض لینی تھی اور اس کے لیے ہم ان کی تمام شرائط ماننے پر مجبور تھے۔ یوکرائن سے بحری جہاز کو کراچی پہنچنے میں تقریباً 23 دن لگتے ہیں، اگر منظوری کے صرف 8 دن کے اندر جہاز کراچی کھڑے تھے تو اس کا واضح مطلب ہے کہ یہ سارا کام ملی بھگت سے ہوا ہے۔

سوال: اس وقت ہمارے پاس سرپلس گندم موجود ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم اس کو ہنگامی بنیادوں پر ایکسپورٹ کریں تاکہ ہمارے کسانوں کو بھی ریلیف مل جائے اور ہماری اکانومی بھی بہتر ہو؟

عبدالرحمٰن معظم: اس وقت عالمی منڈی میں گندم کا ریٹ 28 سو روپے فی من ہے۔ انڈیا میں اس وقت گندم پاکستان سے 1.5 گنا سستی ہے۔ اس لیے ہم ایکسپورٹ میں مقابلہ نہیں کر پائیں گے اور نہ ہی اس ریٹ پر گندم ایکسپورٹ کر کے کسان کو کچھ بچے گا بلکہ اُلٹا اس کا نقصان ہوگا کیونکہ یہاں کسان کا خرچہ ہی اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ دو سال پہلے یوریا کی قیمت 45 سو روپے فی من تھی آج تین گنا بڑھ چکی ہے۔ اسی طرح ٹریکٹر کے لیے ڈیزل کا خرچہ، پانی لگانے کے لیے بجلی کا خرچہ، لیبر کا خرچہ، یہ سارے اخراجات جمع کریں تو 28 سو روپے فی من میں تو یہ اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔ گورنمنٹ نے ریٹ نکالا ہے کہ کسان کو 39 سو روپے فی من کے حساب سے پیسے ملنے چاہئیں جبکہ یہاں آڑھتی 25 سو روپے من کی آفر دے رہے ہیں۔ کسان بے چارا کب تک گندم روک کر رکھے گا۔ اس نے کھاد بھی ادھار پر لی ہوتی ہے، زمین کا کرایہ بھی دینا ہے، قرض جو لیا ہوا ہے وہ بھی واپس کرنا ہے، لیبر کو بھی دینا ہے۔ بعض اوقات آڑھتی سے بھی ایڈوانس رقم لی ہوتی ہے۔ اس کے پاس نہ تو گودام ہیں اور نہ ہی وہ زیادہ دیر روک کر رکھ سکتا ہے، ذرا بارش ہوئی تو ساری گندم خراب ہو جائے گی۔ اس لیے وہ خسارے پر آڑھتی کو دینے پر مجبور ہے اور اگر آڑھتی ایکسپورٹ بھی

کرے گا تو اس کا کسان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ کسان کو نقصان نہ ہو۔ ورنہ اگلے سال وہ گندم نہیں اُگائے گا اور ملک کو گندم امپورٹ کرنا پڑے گی جس سے آٹے کی قیمت میں مزید اضافہ ہوگا اور پھر یہ سرکل مسلسل نقصان کی طرف بڑھتا جائے گا کیونکہ یہ چیزیں پھر دیر سے ہی جا کر درست ڈگر پر آتی ہیں۔ ایکسپورٹ کے لیے آپ کو لاگت کم کرنا پڑے گی۔ یہاں کیمیکلز اور مشینری سمیت ہر چیز کسان کو بہت مہنگی پڑ رہی ہے۔ لاگت کم کرنے کے لیے آپ کو کچھ بنیادی کام کرنے پڑیں گے۔ جن میں ایک ری جنریٹیو فارمنگ (Regenerative Farming) ہے۔

سوال: ری جنریٹیو فارمنگ کا تصور کیا ہے؟

عبدالرحمٰن معظم: یہ جو چاول کی پرالی وغیرہ جلائی جاتی ہے جس کی وجہ سے سموگ پیدا ہوتا ہے، آپ اسی پرالی کو ری جنریٹیو فارمنگ کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے بیڈز بنائے جاتے ہیں، ڈرل کے ذریعے گندم کو بویا جاتا ہے اور اس کے اوپر اس پرالی کو بچھایا جاتا ہے۔ اس وقت درجنوں کسان پاکستان میں یہ تجربہ کر رہے ہیں، اس میں کھاد اور پانی کا استعمال بہت کم ہوتا ہے، گوبر کا استعمال ہوتا ہے۔ پیداوار بڑھانے کے لیے آپ بائیوگیس کا استعمال کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا فارمنگ کے اس طریقہ سے فی ایکڑ گندم کی پیداوار بڑھائی جا سکے گی؟

عبدالرحمٰن معظم: اگر روایتی طریقے سے 40 من گندم پیدا ہو رہی ہے تو ری جنریٹیو فارمنگ سے 45-50 من ہو رہی ہے مگر اس مقدار کو مزید بڑھایا جا سکتا ہے۔ فرض کریں روایتی طریقہ میں بیجائی کے لیے چھٹا مارا جاتا ہے۔ ڈرل سے بیجائی کی جائے تو 5 من سے 10 من گندم کی پیداوار میں فی ایکڑ اضافہ ہوگا۔ اس طریقے سے زرعی زمین کی زرخیزی بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھیں اوکاڑہ وغیرہ جو بڑے فارمنگ کے علاقے ہیں وہاں سال میں چار چار فصلیں بھی اُگائی جاتی ہیں جس سے زمین کی زرخیزی ختم ہوتی جاتی ہے اور پیداوار کم ہوتی جاتی ہے۔ جبکہ ری جنریٹیو فارمنگ سے ہماری زمین کی زرخیزی کے ساتھ ساتھ پیداوار بھی بڑھے گی مزید یہ کہ اخراجات بھی کم ہوں گے۔ یہ جدید ٹیکنالوجیز ہمیں کسانوں کو سکھانا پڑیں گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ مستقبل میں ہماری پیداوار اور ایکسپورٹ بڑھے تو اس کے لیے گورنمنٹ کو ذمہ داری ادا کرنا پڑے گی کہ وہ کسانوں کو جدید ٹیکنالوجیز سکھانے کا انتظام کرے۔

سوال: ہمارے کسان رہنما کہہ رہے ہیں کہ اگر حکومت نے زرعی ایمرجنسی نافذ نہ کی اور کسانوں سے گندم خریدنا شروع نہ کی تو ہم احتجاج کریں گے۔ اگر یہ احتجاج ہوتا ہے تو اس کے کیا اثرات ہوں گے؟

رضاء الحق: جہاں تک احتجاج کا تعلق ہے تو آئینی لحاظ سے ہر کسی کا حق ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لیے پُرامن احتجاج کر سکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کسان کی مشکل حل ہو لیکن اگر اس کو سیاسی رنگ دیا گیا تو پھر مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اگر ہم نے اپنے مسائل کو حل کرنا ہے تو پھر ہر شعبہ میں، ہر ادارے میں اہل لوگوں کو ذمہ داریاں دی جائیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ﴾ (النساء: 58) ’’اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔‘‘

یوکرائن سے بحری جہاز کو کراچی پہنچنے میں تقریباً 23 دن لگتے ہیں، جبکہ منظوری کے صرف 8 دن کے اندر جہاز کراچی کھڑے تھے۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ گندم سکینڈل میں سب کی ملی بھگت ہے۔

اس کی ایک زندہ مثال قرآن میں یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ جب عزیز مصر کو خواب میں قحط کی صورتحال دکھائی گئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بتائی۔ پھر انہوں نے عزیز مصر کو کہا کہ یہ ذمہ داری میرے سپرد کر دو کیونکہ میں حفیظ اور علیم ہوں۔ اہلیت میں یہ دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک تو آپ امانت دار ہوں (کرپشن نہ کریں)، عہدے کا غلط استعمال نہ کریں۔ دوسرا یہ کہ آپ کو جو ذمہ داری دی جا رہی ہے اس کا آپ کے پاس علم بھی ہو۔ اگر ایک ایسے شخص کو آئی ٹی منسٹر بنا دیا جائے جو کمپیوٹر چلانا بھی نہ جانتا ہو تو پھر پورا شعبہ برباد ہو جائے گا۔ یہ ہمارے ہاں ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے۔ ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر کسانوں کے مسائل کو حل کرنا ہے تو حکومت اور اپوزیشن کو سیاست سے بالاتر ہو کر صرف ملکی مفاد میں فیصلے اور اقدامات کرنے ہوں گے۔

سوال: گندم کا بحران ہو یا چینی کا بحران ہمارے متعلقہ ادارے کھپت کا صحیح اندازہ لگا کر اس کے مطابق پیداوار یا تقسیم کے عمل کو ممکن کیوں نہیں بنا پاتے؟ کیا یہ نیت کی کھوٹ کا معاملہ ہے یا واقعی اہلیت کا فقدان ہے؟

عبدالرحمٰن معظم: دونوں چیزیں ہیں۔ نیت کا کھوٹ بھی ہے اور اہلیت کا فقدان بھی ہے، پلاننگ کا بھی فقدان ہے۔ ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہمارے کونسے صوبے میں، کونسے گودام میں کتنی گندم پڑی ہے؟ آیا امپورٹ کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ جب ہمارے پاس ڈیٹا ہی نہیں ہوگا تو ہم اندازہ کیسے لگائیں گے۔ جبکہ باہر کے ممالک میں آپ دیکھ لیں حتیٰ کہ انڈیا میں حکومت کی سطح پر سال پہلے پلاننگ کر لی جاتی ہے کہ گندم کی کھپت کتنی ہوگی، کپاس کتنی درکار ہوگی، چاول کی ڈیمانڈ کتنی ہوگی اور اس کے حساب سے وہ پیداوار کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ آئندہ کس چیز کی ڈیمانڈ بڑھنی ہے اور کس کی کم ہونی ہے۔ اگر ایک سال پیاز کا ریٹ بڑھ گیا ہے تو سارے پیاز ہی کاشت کرنا شروع کر دیں گے، نتیجہ یہ ہوگا کہ اگلے سال پیاز کی مارکیٹ کریش کر جائے گی اور کسان کو نقصان ہوگا۔ ہر سال یہی مسئلہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے، کبھی کہتے ہیں گندم کا بحران ہے، جب کسان گندم کاشت کرتا ہے تو آپ امپورٹ کر لیتے ہیں اور کسان بے چارا مارا جاتا ہے۔ لہٰذا نہ تو ہمارے پاس وہ لیڈرشپ ہے جو پلاننگ کر سکے اور نہ ہی اہلیت ہے۔

رضاء الحق: جو جدید معاشی منصوبہ بندی ہے اس میں آپ کو اپنے قومی مفاد کے تحت اپنی اکانومی کے بعض سیکٹرز کو تحفظ دینا پڑتا ہے۔ اس کے لیے پیداوار کی لاگت کو کم کرنے اور رسد کو بڑھانے کے جدید طریقے اپنانا ہوں گے۔ اگرچہ آج کارپوریٹ فارمنگ کا کلچر دنیا میں آیا ہوا ہے اور اس امر کو یقینی بنا کر کہ چھوٹے کسان کی بجائے اشرافیہ اجارہ داری نہ بن جائے۔ اس کو بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف آپ کو کسان کو بھی مقابلے سے بچانا ہوگا۔ یہ ساری منصوبہ بندی کرنا حکومت کا کام ہے۔ اس کے لیے اگر آپ کو امپورٹ پر کچھ ڈیوٹیز بھی لگانی پڑیں تو وہ بھی لگائیں۔ یقیناً IMF ایسے فیصلوں سے خوش نہیں ہوگا لیکن ہمیں اپنے ملکی مفاد میں یہ سب کرنا ہوگا۔

سوال: پاکستان کے زرعی شعبے میں آڑھتی کا بہت اہم کردار ہے۔ فصل اچھی ہو یا نہ ہو آڑھتی ہمیشہ کسان کی بہ نسبت فائدے میں رہتا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں آڑھتی کے رول کو کم کر کے کسان کو فائدہ نہیں دلایا جا سکتا؟

عبدالرحمٰن معظم: ایسی کوششیں بہت کی گئیں کہ ہم کسان کو براہ راست مارکیٹ یا صارف تک رسائی دے سکیں اور آڑھتی کا کردار درمیان میں نہ ہو لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ آڑھتی ایک کردار ہے جس کو ہم ختم نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم اس کو ریگولیٹ ضرور کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے آپ اس کو ٹیکس نیٹ میں لا سکتے ہیں، اس کا جو حصہ ہے اس کی حد مقرر کر سکتے ہیں لیکن آڑھتی کا کردار بہرحال رہے گا کیونکہ وہ کسان کو بروقت قرض دیتا ہے، بیج دیتا ہے۔

پھر یہ کہ کسان کے پاس گودام نہیں ہیں جبکہ آڑھتی کے پاس گودام ہوتے ہیں۔ مجبوراً کسان کو آڑھتی کے پاس جانا ہی پڑتا ہے۔ اب یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ آڑھتی کو ریگولیٹ کرے۔ ان کی کمپنیز کی باقاعدہ رجسٹریشن کرے، ان کے منافع کی بھی حد مقرر کرے، ان کو ٹیکس نیٹ کے

گندم بحران میں اشرافیہ نے ملک کو 1 ارب 10 کروڑ ڈالر کا ٹیکا لگایا۔ اتنی ہی رقم کی قسط کے لیے IMF ہماری ناک سے لکیریں نکلوا رہا ہے۔

اندر لے کر آئے۔ ہمارے سامنے مثال موجود ہے کہ جب حکومت نے گاڑیوں کی خرید وفروخت پر ایکشن لیا تو "اون" ختم ہو گیا اور ان کی قیمتیں ریگولیٹ ہو گئیں۔ اسی طرح کا اقدام حکومت کو اس شعبے میں بھی کرنا ہوگا کیونکہ اس کو بھی ریگولیٹ کرنا ضروری ہے۔

سوال: جب سے گندم سکینڈل منظر عام پر آیا ہے تو حکومت بھی حرکت میں آئی ہے کہ ہم ذمہ داران کا تعین کریں گے اور ان کو قرار واقعی سزا دیں گے وغیرہ۔ نواز شریف نے وزیر اعظم کو طلب کیا ہے اور وزیر اعظم اس حوالے سے کمیٹیاں تشکیل دے رہے ہیں۔ کابینہ کے خصوصی اجلاس بلائے جا رہے ہیں جبکہ دوسری طرف ذمہ داران کہہ رہے ہیں کہ ہمارا کوئی قصور ہی نہیں ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ حکومت واقعی ذمہ داران کا تعین کر کے انہیں قرار واقعی سزا دے پائے گی؟

رضاء الحق: ذمہ داران کا تعین کرنا جتنا اس کیس میں آسان ہے اتنا شاید کسی اور کیس میں نہ ہو کیونکہ آپ کے پاس پورا ٹریل موجود ہے کہ کون کس وقت موجود تھا، کس نے فیصلے لیے اور کس نے کس کے کہنے پر کتنے پیسے دے کر LC کھلوائی؟ ظاہر ہے یہ کام فوڈ سکیورٹی کا تھا اور اس کا قلمدان نگران وزیر اعظم کے پاس تھا۔ گندم امپورٹ کرنے کا فیصلہ کابینہ اور SIFC کا تھا۔ لہٰذا تعین کرنا کوئی مشکل نہیں ہے لیکن جہاں تک سزا کا معاملہ ہے تو پاکستان کی پون صدی کی تاریخ بتاتی ہے کہ آج تک کسی قومی مجرم کو سزا نہیں ہوئی۔ سیاسی اشرافیہ کے لوگ جب اپوزیشن میں جاتے ہیں تو سکینڈل سامنے آتے ہیں، میڈیا پر واویلا ہوتا ہے، انکوائریاں شروع ہوتی ہیں، پھر وہی لوگ حکومت میں آ جاتے ہیں اور بات آئی گئی ہو جاتی ہے۔ گندم سکینڈل کے معاملے میں اس سے کچھ مختلف ہوتا دکھائی نہیں دے رہا۔ جب تک کہ وہ نظام قائم نہ ہو جس کے لیے اس ملک کو قائم کیا گیا ہے۔ اسلام میں کرپشن کی سزا سخت ترین ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے مال غنیمت میں سے صرف ایک رسی اضافی اٹھالی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جہنمی کو دیکھنا ہے اس کو دیکھ لو۔ یعنی قومی اثاثے، قومی خزانے میں معمولی کرپشن کی بھی اتنی سخت وعید ہے۔ قومی خزانے میں کرپشن کو بعض فقہا نے مال یتیم کو ہڑپ کرنے کے مترادف قرار دیا ہے کیونکہ ملک کا جو مجموعی اثاثہ ہوتا ہے وہ بنیادی طور پر لوگوں کا ہے، وہ کسی سرکاری آفیسر کا مال نہیں ہے۔ سرکاری ملازمین کی حیثیت محض اس کے رکھوالے کی ہوتی ہے نہ کہ مالک کی اور جتنے اعلیٰ عہدیدار ہیں چاہے وہ فوجی ہوں، سول ہوں، حکمران ہوں ان کے پاس عہدے اللہ کی امانت ہیں۔ وہ امانت میں خیانت کریں گے تو اللہ کے سامنے بھی سخت مجرم قرار پائیں گے اور قومی مجرم بھی قرار پائیں گے۔ اسی طرح اسلام میں بے جا منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کی بھی سخت سزائیں ہیں۔ یہاں تک کہ اگر آپ غیر مسلم ممالک میں بھی دیکھیں، جیسے امریکہ، برطانیہ، چائنہ وغیرہ تو وہاں بھی کرپشن پر سخت سزائیں نافذ ہیں، چائنہ اور روس میں تو باقاعدہ سزائے موت ہے۔ بہر حال جب تک ہم ملک کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست نہیں بناتے ہمارا بحیثیت قوم نظریہ نہیں بدلتا، حکمران اور مقتدر طبقات دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح نہیں دیتے اُس وقت تک ملک میں سزا و جزا کا معاملہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

❁ ❁ ❁

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاءاللہ

"دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور"

یکم تا 07 جون 2024ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں: ☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

"قرآن اکیڈمی 36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور"

07 تا 09 جون 2024ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشرتی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

تہذیبِ آہن و بارود

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکا کی پسِ پردہ مکمل تائید اور مدد و خواہش کے ساتھ اسرائیل نے رفح پر حملہ کر دیا۔ فلسطینی آبادی کی غزہ میں مسلسل دربدریوں اور تباہی مسلط کرنے کی مہم میں آخری پڑاؤ پر بلاجواز بھرپور دھاوا بول دیا گیا۔ شہادتیں 35 ہزار ہو چکیں۔ زخمی، بھوکی عورتیں بچے بوڑھے، بچے کھچے نوجوان ایک مرتبہ پھر غزہ میں کسی کونے کھدرے میں جا سر چھپانے کو آبلہ پا چل پڑے۔ دنیا کے وسط میں برپا اس درندگی کی مکمل ذمہ داری امریکا، مغربی حکمرانوں، نام نہاد مسلمان ہمسایہ ممالک و باقی ماندہ مسلم امہ بشمول ایٹمی پاکستان اور ان کی افواج پر عائد ہوتی ہے۔ بالخصوص وہ فوج جو امت کے نام پر مزید تشکیل دی گئی تھی، کس وادی کس جنگل میں ہے، کون جانے! او آئی سی، عرب لیگ مسلم حمیت کے تابوت میں ٹھونکے گئے اس آخری کیل (رفح) پر فاتحہ پڑھنے، پرسا دینے کو بھی نہ اٹھی۔ اور یہ تو اب پوری دنیا جانتی اور برملا کہتی ہے کہ یہ جنگ امریکا/ بائیڈن جب چاہتا فوری رکوا سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا چاہا ہی کب تھا۔

اس جنگ کو جاری و ساری رکھنے کے لیے ساری جنگی امداد فراہم کی جاتی رہی۔ گزشتہ ماہ مزید 26 ارب ڈالر بائیڈن کے دستخطوں سے جاری ہوئے۔ جس کے فوراً بعد رفح پر حملہ کوئی اتفاقی امر نہ تھا۔ البتہ میڈیا اس دوران اپنے حصے کا کام تندہی سے کرتا رہا۔ توجہ ہٹانے کو حماس اسرائیل مذاکرات برائے جنگ بندی میں سنسنی بھر کر، امیدیں دلاتا، توڑتا، حماس کو معاہدہ نہ ہو پانے کا ذمہ دار ٹھہرانے کے لیے الفاظ سے کھیلتا خبریں چھوڑتا رہا۔ ادھر بائیڈن نے طلبہ کے مظاہروں کو پُرتشدد اور خطرناک قرار دے دیا۔ انہیں افراتفری کا ذمہ دار ٹھہرا کر پولیس ان پر چھوڑ دیے جانے کا تائیدی اشارہ ہو گیا۔ ساتھ ہی مظاہروں کو یہودی مخالف (Anti-Semitic) قرار دے کر جذباتی شرارہ اور ان پر ٹوٹ پڑنے کا جواز فراہم کر دیا۔ اب ایک طرف رفح المیہ ہے۔ دوسری جانب دھیان بٹانے کو یونیورسٹی در یونیورسٹی مظاہروں کی چتا میسر آ گئی۔ غزہ کے ہسپتالوں کے گرد و نواح میں اجتماعی قبریں بھرنے کی ذمہ داری براہ راست بائیڈن اور عالمی اسٹیبلشمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔ جن کی آشیر باد اور حمایت سے قتل عام جاری ہے۔ بائیڈن انتظامیہ کے 20 وکلاء نے اپنے دستخطوں سے ایک میمورنڈم جاری کیا ہے جس کے مطابق اسرائیل براہ راست امریکی قوانین اور جنیوا کنونشنز سے متصادم اقدامات کر رہا ہے۔ بائیڈن رفح حملے کو ہاکا کر کے بیان کرنے کی ذمہ داری نبھاتا رہا۔ رفح پر حملے کے تناظر میں جنوبی افریقہ نے ایک مرتبہ پھر عالمی عدالت انصاف سے ہنگامی اقدامات کا مطالبہ کیا ہے۔ مگر وہ لوگ 7 ماہ سے ہانڈی میں پانی ڈال کر پتھر ابلنے رکھے ہوئے ہیں۔ امن و آشتی کی پکاریں دیتی بھوکی پیاسی دنیا بہلائی جا رہی ہے، ڈھکنا اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ!

میڈیا سیاست دانوں اور قیامتیں برپا کرنے والوں کی میک اپ انڈسٹری ہے۔ یہاں بھوتنی کو پری بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ میڈیا خوبصورت محتاط (خلافِ احوال) جملے تراش کر جنگی مجرموں کا منہ دھلاتا رہا ہے اب بھی دھلا دے گا۔ سجا سنوار دے گا۔ تاریخ انہی کارگزاریوں سے تشکیل پائی ہے کہ ہیروشیما، ناگاساکی پر ایٹمی حملے کا مجرم ایک گلوبل طاقت اور سرداری کے منصب پر فائز ہے۔ نوئن ٹاور میں صرف 3 ہزار اموات پر 20 سال دنیا تہس نہس کی جاتی رہی۔ لاکھوں اموات ہوئیں۔ 3 مسلم ممالک براہ راست تباہی کا نشانہ بنائے گئے۔ حالانکہ ٹاین ایوان میں نہ عورتیں، ننھے بچے تھے، نہ وہ رہائشی آبادی تھی، نہ اسکول، ہسپتال، بیکریوں کو تباہ کر کے مسلسل 7 ماہ انسانیت خونچکاں و قحط زدہ کی گئی۔ مگر امریکا کی مظلومیت تاریخی رہی۔ مفلوک الحال افغانستان پر پوری دنیا کے جنگجو ٹوٹ پڑے اور خزانہ خالی، افغان قبرستان آباد کر کے وہاں سے خود نکل گئے۔ مجرم افغانستان اب بھی ٹھہرا، عورت کی تعلیم 'قتل' کرنے کا جرم۔ غزہ میں اجتماعی قبروں، لاشوں کی بے حرمتیوں کا لاانتہا تسلسل، قحط مسلط کر کے بھوک کی بھینٹ چڑھتے معصوم بچوں کی اموات سے کہیں بڑا جرم ہے۔ غزہ کی 60 ہزار حاملہ ماؤں کی دربدری اور کلفتوں سے زیادہ مظلوم، محفوظ گھروں میں باپ بھائی خاندان کے بیچ وقار سے بیٹھی افغان عورت ہے! یہ مغربی میڈیا اور مغربی حکومتوں کا واویلا ہے۔

تعلیم کے نام پر طوفان کھڑے کرنے والوں کو اب تعلیمی اداروں کے ہاتھوں پورے مغرب میں منہ کی کھانی پڑی ہے۔ دنیا بھر کی یونیورسٹیاں فلسطینی جھنڈوں، کفیہ اور غزہ سے یکجہتی کے لیے قائم خیمہ بستیوں کی آماجگاہ بن گئیں! حتیٰ کہ بالفور اعلامیہ جاری کرنے والی سرزمین برطانیہ پر آکسفورڈ کے طلبہ کے احتجاجی بینر پر لکھا تھا: 'آکسفورڈ والوں نے بالفور (معاہدہ) لکھا!' (اظہارِ ناراضی اس 'جرم' پر۔) عالمی نعرے مغربی حکومتوں کو عار دلاتے ہوئے: 'سرمایہ کاری بند کرو'۔ (اسرائیل میں)۔ 'قتل عام، اپارتھائیڈ' 'راز کھولو' (کتنا سرمایہ اسرائیل کو دیا؟) بالفور کی نسل نے لکھ رکھا تھا: 'فلسطینی عوامی یونیورسٹی میں خوش آمدید'۔ نیز یہ انکشاف بھی تھا: غزہ میں (قتل کیے گئے): طلبہ، 5479۔ اساتذہ، 261۔ پروفیسر، 95۔ 3 یونیورسٹی صدور مار دیے گئے۔ سو اسرائیل کے کارہائے نمایاں میڈیا کیا چھپائے گا، طلبہ نے برملا بیان کر دیے! کیمبرج یونیورسٹی بھی بول اٹھی۔ خود یہودیوں نے فلسطینیوں کے حق میں کیمپ لگا کر مظاہروں کے 'یہود دشمن' ہونے سے اظہار برأت کر دیا۔ امریکا میں پرنسٹن یونیورسٹی کے 18 طلبہ نے 3 مئی سے آزاد فلسطین کے لیے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ یونیورسٹی ان سے بے رحمانہ سلوک کر رہی ہے۔ ان کی صحت مخدوش حالت میں ہے سہولیات سلب ہونے سے۔ 86 ہزار ڈالر سالانہ فی طالب علم لوٹنے والی یونیورسٹی غزہ کے قتل عام میں سرمایہ کاری سے شریک ہے اور اپنے طلبہ کو ٹینٹ لگانے کی اجازت نہیں دے رہی۔ (اب 12 اساتذہ بھی بھوک ہڑتال میں شامل ہو گئے ہیں۔) اہل مناصب خونخوار ہو چکے۔ سبھی گویا نیتن یاہو کا عکس ہیں! ایمسٹرڈیم یونیورسٹی میں بھی طلبہ پر پولیس ٹوٹ پڑی۔ ایمسٹرڈیم ہی کا منظر ہے جہاں طلبہ کے خلاف چلتے بلڈوزر پر ایک نوجوان اپنی جان خطرے میں ڈال کر چڑھا ہوا کود رہا ہے اسے روکنے کو۔ پولیس قریب آتی ہے تو قریبی نہر میں کود جاتا ہے۔ یہ سب فلسطینیوں کی محبت میں ہے! عین انہی دنوں میں ہماری قائداعظم یونیورسٹی کے طلبہ طالبات بھیانک ہندو رنگوں میں رنگے ہولی ناچ رہے ہیں۔ نحوست زدہ مسکتے شیطانی دانت نکوسے! حالانکہ شرمناک تو یہ ہے کہ سویڈن میں 'یوروویژن' نامی ناچ گانے کا عالمی اکھ، 15 ہزار اسرائیل مخالف مظاہرین، فلسطین کے لیے نعرہ زن نوجوانوں سے ہنگامہ خیز رہا! آزادیٔ فلسطین کے کافر مؤیدین اور یہاں

ہندو ہولی کے نشے میں دھت مسلم جوانیاں!

ہماری سرکار نے امریکی قونصلیٹ کے تعاون سے یہاں کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا۔ امریکی ہم جنس پرست بینڈ کے نچیے گویے (مرد و زن) انہیں مہیا فرمائے۔ (کچھ جگہوں پر احتجاج سے یہ ممکن نہ ہوا۔) گورنمنٹ کالج لاہور کے سرکلر میں خواتین اساتذہ اور طالبات کی شرکت یقینی بنانے کا حکم تھا! یہ نتیجہ ہے افغانستان اور غزہ کے قاتل امریکا سے دوستی کی نئی پینگیں بڑھانے کا، ہماری بے حمیتی کا!

خود امریکا میں وائٹ ہاؤس سے کچھ ہی دور جارج واشنگٹن یونیورسٹی میں جیل سے (غزہ مظاہروں کی پاداش میں) رہا ہونے والی طالبہ سیدھی واپس مظاہرے میں آ کھڑی ہوئی شدت سے نعرہ زن ہے۔ تمام نعروں کا ہدف ظالمانہ نظام اور طلبہ تحریک کے موقف کا اٹل ہونا ہے۔ 'ہم ان نظاموں کو ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ وہ ہمیں زیر کریں، خواہ ہم پر تشدد کریں، ہمیں پیس ڈالیں، یہ تحریک مضبوط تر، قوی تر ہے۔ گرفتاریوں کو ہم رکاوٹ نہیں بننے دیں گے۔ انتظامیہ صرف ہم پر تشدد نہیں کر رہی، بلکہ فلسطین پر قبضے اور قتل عام میں پوری طرح شراکت کار ہے۔ جو رخ، غزہ میں ہو رہا ہے، یہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ہم اپنی نگاہ فلسطین سے ہرگز نہ پھریں گے۔' جذبوں سے بھرے تائیدی پُرجوش نعرے! یہ واشنگٹن ہے! سید مودودی نے 78 سال قبل مسلمانوں کو قول و عمل سے اسلام کی سچی گواہی دینے پر ابھارتے ہوئے لکھا: 'ایک وقت وہ آنے گا جب سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی خود واشنگٹن اور نیویارک میں اپنے تحفظ کے لیے لرزہ اندام ہوگی۔ مادہ پرستانہ الحاد خود لندن اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں جگہ پانے سے عاجز ہوگا..... آج کا دور تاریخ میں ایک داستان عبرت بن کر رہ جائے گا کہ اسلام جیسی عالمگیر و جہاں کشا طاقت کے نام لیوا کبھی اتنے بے وقوف ہو گئے تھے کہ عصائے موسیٰ بغل میں تھا اور لاٹھیوں اور رسیوں کو دیکھ دیکھ کر کانپ رہے تھے۔' (شہادت حق: 1946ء)

امریکی جمہوریت یوں خطرے میں ہے کہ بائیڈن کا اس قتل عام میں حصہ ووٹر کے لیے ناقابل معافی ہے۔ اور ٹرمپ! وہ تو ٹرمپ ہے! (نام ہی کافی ہے! کردار کی پستی، بدقماش اول جلول شخصیت۔) دو پارٹی نظام ہے اور تیسرا کوئی آپشن نہیں! مارشل لاء لگے گا؟

عذاب وقت ہے تہذیب آہن و بارود

۞۞۞

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اوران کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس تعریف کا خاص پہلو یہ ہے کہ اسے نبی اکرم ﷺ کے قول الخراج بالضمان (نفع کے استحقاق کا انحصار نقصان کی ذمہ داری لینے پر ہے) کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کی تطبیق یہ ہے کہ ایک سودی معاہدے میں قرض خواہ اپنے طور پر کوئی محنت کیے بغیر یا نقصان کی ذمہ داری کا خطرہ مول لیے بنا منافع کماتا ہے۔

شریعت کی رو سے 'سود اور یوژری (usury) میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا ربا کی اصطلاح اُن تجارتی اور پیداواری قرضوں پر بھی منطبق ہوتی ہے جو بینکوں یا مالیاتی اداروں کی جانب سے دیے جاتے ہیں۔

یہ نکتہ بھی لائق توجہ ہے کہ انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی اور دنیا کے دوسرے معروف فقہی اداروں نے ربا کی جو تعریف کی ہے اس میں بینکنگ اور بینکوں کے تجارتی منافع کی موجودہ شکل کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اُمت مسلمہ کے مجتہدین کا اس مسئلے پر ایک نوع کا اتفاق رائے اور اجماع ہے۔ چنانچہ ربا کی تعریف اور ربا' سود اور یوژری (usury) کے درمیان فرق سے متعلق ہے جو معاملہ تو اس کے بارے میں ہم سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلیٹ بنچ کے 23 دسمبر 1999ء کے فیصلہ میں مذکور گفتگو سے پوری طرح متفق ہیں اور اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ تعریف اس فیصلہ کے درج ذیل صفحات میں آئی ہے:

Judgement of Justice Khalil Ur Rehman PLD page no. 82 to 85 (Publisher: Shariah Academy, International Islamic University, Islamabad) Judgement of Justice Mufti Muhammad Taqi Usmani Sb PLD page no. 667 to 681 (Publisher: Malik Muhammad Saeed, Pakistan Educational Press Lahore)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 755 دن گزر چکے!

إنا لله وإنا إليه راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ لاہور شرقی کے سینئر ملتزم رفیق اور مقامی تنظیم لاہور کے سابق امیر محمد خان قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0322-2444666

☆ حلقہ لاہور شرقی کے ملتزم رفیق اور مقامی تنظیم گلبرگ کے سابق ناظم مالیات عبدالرزاق وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0331-2526862

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر کے رفیق جناب فرخ نسیم صدیقی کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0332-3571557

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے بزرگ رفیق جناب رحیم بخش وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-2100229

☆ حلقہ کراچی شمالی ناظم آباد کے، ملتزم رفیق جناب محمود احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-2197465

☆ حلقہ کراچی شمالی، ناظم آباد کے ملتزم رفیق جناب کمال صدیقی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0322-2496003

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

ایمانی زندگی

مولانا محمد اسلم رحمہ اللہ

زندگی بھی عجیب چیز ہے اس سے ہر کوئی محبت کرتا ہے، ہر شخص زندگی کا تحفظ چاہتا ہے، ہر کوئی زندہ رہنا چاہتا ہے، انسان آخری دم تک موت سے لڑتا ہے اور زندگی کو بچانے کی کوشش کرتا ہے، دنیا کے سارے نظارے زندگی ہی کی بدولت ہیں۔ کسی کے خیال میں زندگی ایک خواب ہے اور موت اس کی تعبیر ہے۔ کسی کی سوچ یہ ہے کہ زندگی برف کی ایک سل ہے جسے زمانے کی تپش مسلسل پگھلا رہی ہے۔ کسی نے زندگی کو ہوا کے رُخ پر رکھا ہوا چراغ قرار دیا ہے۔ کسی نے زندگی کو موت کا پہلا زینہ سمجھا ہے۔ کسی نے زندگی کو آخرت کا پل بتایا ہے۔ کسی نے زندگی کو پھول کہا، کسی نے کانٹا کہا۔ کسی نے بچے کی معصوم مسکراہٹ کو زندگی بتایا، کسی نے جہد مسلسل کو زندگی کا نام دیا۔ میں اگر زندگی کے بارے میں عقلاء، علماء، مفکرین اور فلاسفہ کے اقوال بتانا شروع کروں تو بات بہت طویل ہو جائے گی، آیئے! میں آپ کو زندگی کے پانچ ادوار اور پانچ قسموں کے بارے میں آگاہ کروں تاکہ ہم سب یہ جان سکیں کہ ہمیں کون سی زندگی گزارنی چاہیے۔

محترم قارئین! زندگی تو ایک ہے لیکن مختلف حالات کے اعتبار سے ہم زندگی کو پانچ ادوار یا پانچ قسموں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

زندگی کا پہلا دور حیوانی زندگی ہے، اس دور میں اصل مقصد محض زندگی کو گزارنا ہوتا ہے یعنی کھانا، پینا، گرمی، سردی کا احساس، ہم جنسوں سے محبت، کھیل کود وغیرہ۔ جب بچہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے تو اس کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کھانے پینے کی ہوتی ہے۔ وہ گرمی، سردی کا احساس کرتا ہے۔ اس سے محبت کی جائے تو وہ بھی محبت کرتا ہے، وہ اپنے انداز میں کھیل کود میں مصروف رہتا ہے۔ اسے ہم حیوانی زندگی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہیں وہ یہی زندگی گزارتے ہیں۔

زندگی کا دوسرا دور عقل وشعور کی زندگی ہے، گویا پہلے زندگی طبیعت کے تابع تھی، اب وہ عقل وشعور کے تابع ہو جائے گی، عقل فیصلہ کرے گی کیا کھانا ہے، کیسے کھانا ہے؟ کیا پہننا ہے، کیسے پہننا ہے؟ زندگی کا سفر کیسے طے کرنا ہے؟ آرام کا وقت کون سا مناسب ہوگا؟ کام کاج کب کیا جائے گا؟ کون سی چیز نقصان دہ ہے اور کون سی نفع بخش ہے؟ دوستی کی حدود کیا ہوں گی اور دشمنی کی حدود کیا ہوں گی؟ یہ سارے فیصلے عقل کرے گی۔

مگر یاد رکھیے کہ ہر بات میں عقل پر بھروسا کرنا نقصان دہ ہو سکتا ہے، ایسے مسائل بھی ہیں جہاں عقل کو خود اپنی عقل نہیں ہوتی، خاص طور پر ایمان میں ضرورت سے زیادہ عقل کی دخل اندازی کفر تک پہنچا سکتی ہے۔ عقل کے ترازو میں ایمان کو تولنا ایسے ہی ہے جیسے تولے اور ماشے کے ترازو میں کئی ٹن وزنی چیزوں کو تولنا۔

زندگی کا تیسرا دور ایمانی زندگی ہے یعنی پوری زندگی پر عقل اور طبیعت کی نہیں بلکہ ایمان کی حکومت ہو۔ اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، اوڑھنا، بچھونا سب کچھ ایمان کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ لڑائی ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے، محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کے رضا کے لیے۔ تجارت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے، عبادت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔ سیاست ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے، ہر عمل میں، ہر شعبہ میں، ہر مقام میں ایمان کے تقاضوں کو غالب رکھے، نفس کے تقاضوں کو ٹھکرا دے۔ اگر عقل ایمان سے ٹکرائے تو عقل کو بھی بے عقل کہہ کر ٹھوکر مار دے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ ایمانی زندگی کا مطلب ہے بندگی اور بندے کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا وہ آقا کے احکام کا تابع ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ایمانی زندگی کھانے پینے، تجارت اور ملازمت سے منع نہیں کرتی بلکہ وہ تو صرف اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جو کچھ کرنا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق کرو، گویا ایمانی زندگی، اعمال اور جذبات کو ختم نہیں کرتی صرف ان کا رخ موڑ دیتی ہے۔

زندگی کا چوتھا دور ہے عرفانِ زندگی۔ علما، کہتے ہیں علم کا معنی ہے جان لینا، ایمان کا معنی ہے مان لینا اور عرفان کا معنی ہے پہچان لینا۔ جسے معرفت نصیب ہو جاتی ہے وہ صرف قانون کی پابندی نہیں کرتا بلکہ قانون ساز کے منشا، کی بھی پابندی کرتا ہے۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ساری زندگی سبز رنگ کا جوتا نہیں پہنا، کوئی تحفے میں بھی دیتا تو قبول نہیں کرتے تھے۔ کسی نے کہا حضرت، شریعت نے تو سبز رنگ کا جوتا پہننے سے منع نہیں کیا، پھر آپ کیوں نہیں پہنتے؟ فرمایا: ”ٹھیک ہے شریعت نے منع نہیں کیا لیکن چونکہ نبی اکرم ﷺ کے روضہ کا رنگ بھی سبز ہے اس لیے اس رنگ کا جوتا پہنتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔“

امام مالک رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں ساری زندگی جوتا نہیں پہنا کہ کہیں ایسی جگہ جوتا نہ لگ جائے جہاں حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک لگے ہوں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ مکہ میں کالے رنگ کا جوتا نہیں پہنتے تھے کیونکہ غلافِ کعبہ کا رنگ بھی کالا ہے۔

زندگی کا پانچواں دور ہے وجدانی زندگی، یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ایسا فنا کرنا کہ ”من تو شدم تو من شدی“ والا معاملہ ہو جائے، راحت ملے تو بھی خوش، تکلیف آئے تو بھی خوش، اولاد حاصل ہو تو بھی راضی ہو، اولاد ہلاک ہو جائے تو بھی راضی، مال ملے تو بھی راضی، مال چھن جائے تو بھی راضی۔

میرے بزرگو اور دوستو! یہ ہے پانچ قسم کی زندگی اور ہم سے جس زندگی کا مطالبہ ہے وہ ہے ایمانی زندگی لیکن ہم میں سے اکثر ایمانی زندگی نہیں بلکہ شیطانی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم شیطان کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ ہم اس کے کہنے پر لڑتے ہیں۔ اسی کے کہنے پر تعلقات توڑتے اور جوڑتے ہیں۔ وہی کرتے ہیں جو وہ چاہتا ہے۔ وہی کھاتے اور پیتے ہیں جس کا وہ مشورہ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن دکھائے جب ہم شیطانی زندگی چھوڑ کر ایمانی زندگی گزارنے والے بن جائے۔

❀❀❀

سلام کی اہمیت، فضیلت اور آداب

فرید اللہ مروت

دنیا کی ہر قوم میں ملاقات کا ایک طریقہ اور سلیقہ موجود ہے،عیسائی جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اگر سر پر ٹوپی یا ہیٹ ہو تو اسے اٹھا کر تھوڑا سا جھکا کر کہتے ہیں GoodEvening, GoodMorning, Good Bye یہودیوں کے ہاں سلام کا طریقہ وہی ہے جو عام طور پر سکاؤٹس اور ملٹری میں رائج ہے۔ دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں اکٹھی کر کے پیشانی تک لانا اور نیچے سے کھٹاک سے پاؤں مارنا۔ ہندو ملاقات کے وقت دونوں ہاتھ جوڑ کر پیشانی تک لاتے ہیں اور زبان سے لفظ ''نمستے'' ادا کرتے ہیں۔ سکھ ملاقات کے وقت ''ست سری اکال'' کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کو ''حیاک اللہ ،حیاک اللہ بالخیر اور یا انعم صباحا'' کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ (اللہ تجھے زندہ رکھے، اللہ تجھے بھلائی سے زندہ رکھے ،تمہاری صبح نعمت والی ہو)۔ آج کل عرب ممالک میں صباح النور اور مساء النور کے الفاظ ملاقات کے وقت مستعمل ہیں۔

حقیقت میں ابتدائے آفرینش سے ہی انسان کو سلام کا طریقہ سکھایا گیا۔ ایک متفق علیہ حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا تو ان سے فرمایا جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو اور وہ جماعت فرشتوں کی تھی جو وہاں بیٹھی ہوئی تھی پھر سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتی ہے وہ جو جواب دے گا وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب ہے۔ چناچہ حضرت آدم اس حکم الٰہی کی تعمیل میں فرشتوں کی اس جماعت کے پاس گئے اور کہا کہ السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ (یعنی تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو) آنحضرت نے فرمایا کہ گویا آدم کے سلام کے جواب میں ورحمۃ اللہ کا لفظ فرشتوں نے زیادہ کیا۔ جیسے جیسے پیغمبروں کی یہ تعلیمات معاشرے سے مٹنا شروع ہوئیں، سلام کا یہ طریقہ بھی جہالت کی وجہ سے کئی صورتیں بدلتا رہا۔ بعثت نبوی ﷺ سے پہلے عرب ایک دوسرے کو ''حیاک اللہ'' کے الفاظ سے زندگی کی دعا دیا کرتے تھے، چونکہ عربوں میں جنگ و جدال ہر لمحہ ہر آن جاری رہتا تھا، اس لیے ایک دوسرے کو زندگی کی دعا دیتے تھے۔

سلام کے معانی

سلام سے مراد دراصل سلامتی ،امن اور عافیت ہے۔ سلامتی میں انسان کی ساری زندگی ،اس کے معمولات ، تجارت ، اس کی زراعت اور اس کے عزیز و اقارب گویا معاشرتی زندگی کے سب پہلو، دین، دنیا اور آخرت شامل ہوتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے المفردات میں لکھا ہے:

ظاہری اور باطنی آفات ومصائب سے محفوظ رہنا''

پس جب ہم کسی کو ''السلام علیکم'' کہتے ہیں تو اس کا معنی ہوتا ہے کہ ''تم جسمانی ،ذہنی اور روحانی طور پر عافیت میں رہو۔'' تمہاری دنیا اور آخرت کی زندگی کے تمام معمولات اور انجام ،امن اور عافیت والے ہوں۔

سلام کی اہمیت

''سلام'' کے لیے جو کلمات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم ﷺ تک تلقین کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں : السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) ، وعلیکم السلام (اور تم پر بھی سلامتی ہو) یہ کلمات اتنے جامع ہیں کہ اس میں انسان کی ساری زندگی کا احاطہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی زندگی دو دن ، یا چار دن یا سو سال کی ہو، ایک مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی کے لیے یہ دعا کرتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کرے تمہاری زندگی کے یہ دن سلامتی سے بسر ہوں ، مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات ہو، رنج و الم تمہارے نزدیک نہ پھٹکنے پائے ۔ گویا ''السلام علیکم'' سب آزمائشوں سے انسان کو محفوظ رکھنے کی دعا ہے ۔ اس دعا کا صرف دنیوی زندگی پر اطلاق نہیں ہوتا بلکہ آخرت کی زندگی بھی اس میں شامل ہے۔ گویا دونوں جہانوں کی سلامتی مقصود ہوتی ہے۔

سلامتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کلمہ ہے جو انسانوں کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام پر جب مشکل وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ﴿۷۹﴾﴾ (الصافات)

''تمام جہانوں میں نوح پر سلامتی ہو۔''

دوسری جگہ فرمایا: ﴿قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ﴾ (سورۃ ہود:48)

''حکم ہوا، اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جاؤ۔''

سلام کرنے کی حکمت

سلام سے انسان ایک دوسرے کے قریب آتا ہے۔ باہم پیار ومحبت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور اس وقت تک مومن نہ ہو گے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں کہ جس پر عمل کرنے سے تم باہم محبت کرنے لگو: یہ کہ سلام کو خوب پھیلاؤ۔'' (رواہ المسلم)

دوسری جگہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''سب سے افضل ترین عمل کھانا کھلانا ہے اور تو ہر اس آدمی (مسلمان) کو سلام کہے جسے تو جانتا ہے اور جسے تو نہیں جانتا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آتا ہے کہ جب چلتے ہوئے راستے میں کوئی درخت یا کوئی ٹیلہ ایسا آجاتا تو وہ دائیں بائیں سے گزرنے کے بعد ملتے وقت دوبارہ ایک دوسرے کو ''سلام'' کہتے تھے ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کو ملے ، اسے چاہیے کہ اپنے ساتھی کو سلام کہے۔'' (سنن ابی داؤد)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام

کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔'' (متفق علیہ)

حدیث میں یہ بھی آیا ہے:

''جب تم میں سے کوئی مجلس میں آ کر بیٹھے تو (پھر) سلام کہے اور جب رخصت ہونے کے لیے اٹھے تو سلام کہے۔''

قرآن مجید میں اس بات کا تذکرہ کثرت سے موجود ہے کہ جنت کی بولی سلام، سلام ہوگی اور جنت کے داروغے اہل ایمان کو خوشخبریاں سنائیں گے:

﴿وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾ (الزمر)

''تو داروغہ جنت ان سے کہے گا۔ تم پر سلام ہو تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔''

﴿ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ﴾ (ق)

''اس (جنت) میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔''

﴿وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ﴾ (الاعراف:46) ''تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔''

﴿دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ﴾ (یونس:10) ''جب وہ ان کی نعمتوں کو دیکھیں گے تو بے ساختہ کہیں گے ''سبحان اللہ'' اور آپس میں ان کی دعا ''سلام'' ہوگی۔''

﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا﴾ (الواقعہ) ''وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ، وہاں ان کا کلام، سلام، سلام ہوگا۔''

﴿يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل)

''فرشتے بوقت نزع مسلمانوں کو یہ خوشخبری سناتے ہیں۔ وہ ''السلام علیکم'' کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے بدلے میں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔''

ہماری نماز بھی سلام سے بے نیاز نہیں ہے۔ (یعنی نماز کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ دائیں، بائیں کہنے سے ہوتا ہے) ہم تشہد میں بھی نبی اکرم ﷺ کے لیے، تمام صالحین کے لیے اور اپنے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں:

''التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین''

''تمام عبادتیں، ساری دعائیں اور پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ پر سلام ہو اور اللہ جل شانہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ ﷺ پر نازل ہوں، سلام ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی ہو۔''

نبی اکرم ﷺ کے ذریعے تمام نیک بندوں کے لیے سلامتی کا پیغام یوں قرآن میں آیا ہے:

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ﴾ (النمل 59) ''آپ ﷺ کہہ دیجیے سب تعریف اللہ جل شانہ ہی کو سزاوار ہے اور اس کے منتخب بندوں پر سلام ہے۔''

''سلام'' اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی سلامتی اور عافیت کا سرچشمہ ہے، اس لیے ہر نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا:

((اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام)) ''اے اللہ! تو سلامتی کا منبع ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے، اے عزت اور بزرگی کے مالک تیری ذات ہی بابرکت ہے۔''

ان آیات واحادیث کا احاطہ بہت مشکل ہے جن میں سلام کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ جنت میں ہر طرف سلامتی ہی سلامتی کی صدائیں ہوں گی تو پھر کیوں نہ ہم دنیا میں بھی انہی صداؤں کو عام کریں۔

سلام میں پہل کرنے کی فضیلت

سلام ایک متبرک اور دعائیہ کلمہ ہے، سلام کرنے والا اپنے ساتھی کو یہ اطمینان دلاتا ہے کہ تم میرے ہاتھ پیر، اعضاء وجوارح حتیٰ کہ زبان سے بھی جانی ومالی ہر اعتبار سے مامون ہو، گویا سلام اظہار ہمدردی کے ساتھ ادائے حق بھی ہے کہ سلام کرنے والا اپنے مومن بھائی کے لیے خیر وبقا کی دعا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام میں پہل کرنے والے کے لیے احادیث میں بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

حضرت ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں اللہ رب العزت کی رحمت کے قریب وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک اور روایت میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: حضرت ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ آپؐ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! جب دو آدمی ملاقات کریں تو ان میں سے کون سلام میں پہل کرے؟ تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''جو ان دونوں میں اللہ کی رحمت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔'' (جامع الترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قرب حاصل کرنا ہو اور رحمت خداوندی سے زیادہ حصہ چاہتا ہو، وہ ملاقات کے وقت سلام میں پہلے کرے، وہ دوسرے کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ قریب ہوگا، دونوں روایات میں ابتدا بالسلام کو رحمت سے قرب حاصل کرنے کا سبب بتلایا گیا ہے، جس سے سلام کی اہمیت وفضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں ارشاد ہے کہ سلام میں ابتدا کرنے والا کبر سے بری ہے۔ یہ روایت بھی سلام کی فضیلت کو بتلاتی ہے۔

شریعت میں سلام کرنے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، سوار پیدل چلنے والے کو، تھوڑے افراد زیادہ کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو چلنے والوں میں سے جو پہل کرے وہ افضل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو سلام میں پہل کرے وہ اللہ کے ہاں تمام لوگوں سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

سلام کرنے کا اجر وثواب اور جواب کا طریقہ

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ''السلام علیکم'' کہا اور بیٹھ گیا، آپؐ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا: ''اس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔'' پھر دوسرا آدمی آیا اور اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا۔ آپؐ نے اس کو جواب دینے کے بعد فرمایا: ''اس کے لیے بیس نیکیاں ہیں۔'' پھر ایک اور آدمی آیا، اس نے: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا تو آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں۔'' (جامع الترمذی)

مذکورہ روایت میں نبی اکرم ﷺ نے ہر شخص کے لیے ثواب کی ایک مقدار مقرر فرمائی اور جس شخص نے جس قدر اچھے انداز میں سلام کیا، آپؐ نے اسی کے بقدر اس کے لیے نیکیوں کی تعیین فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سلام کرنے والے کا اجر وثواب اس کے طریقہ سلام پر موقوف ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ملنے والے کو اچھی طرح سلام کرے، تاکہ زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا مستحق ہو سکے اور رہا جواب دینے والے کا معاملہ...... تو یاد رہے کہ سلام کرنا مسنون ہے، مگر اس کا جواب دینا واجب ہے اور قرآن کریم کے فرمان کے مطابق جواب یا تو سلام کے ہی مقدار اور معیار کا ہو، یعنی اس کے مثل ہو یا پھر اس سے بہتر ہو۔ قرآن کریم

میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر سلام کرو یا اس کو لوٹا دو۔'' (النساء:86)

اس آیت کے بموجب جواب سلام سے عمدہ اور بہتر ہونا چاہیے۔ جواب دینے والے کو اپنے انداز، طریقے اور الفاظ کے ذریعے جواب کو عمدہ بنانا ضروری ہے۔ اگر اتنا نہ کر سکے تو کم از کم اسی قدر جواب دے دے جن الفاظ کے ساتھ اس کو سلام کیا گیا ہے۔ سلام کے جواب کے سلسلے میں علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی نے نہایت عمدہ طریقہ بتلایا ہے، فرماتے ہیں:

''ایسے سلام کے ساتھ جواب دو جو اس سلام سے بہتر ہو، جو تم کو کیا گیا ہے، بایں طور کہ تم کہو: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اگر مسلمان بھائی نے صرف اول پر اکتفا کیا ہو، اور برکاتہ بھی بڑھا دو، اگر اس نے دونوں کو جمع کر دیا ہو اور یہ سلام کے الفاظ کی انتہا ہے (اگر کوئی وبرکاتہ بھی سلام میں کہہ دے) تو جواب میں اسی پر اکتفا کافی ہوگا، اضافے کی ضرورت نہیں۔'' (روح المعانی)

سلام کرنا مسنون ہے، مگر اس کا جواب دینا واجب ہے اور قرآن کے فرمان کے مطابق جواب عمدہ ہونا چاہیے، جیسا کہ اس کا طریقہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ آج کل جواب دینے میں بڑی کوتاہی سے کام لیا جاتا ہے، جو قرآن کریم کے فرمان کی کھلی خلاف ورزی ہے، جس سے جس قدر بھی ممکن ہو احتیاط لازم ہے۔

۞ ۞ ۞

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(9 تا 15 مئی 2024ء)

مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگ کروائیں۔

جمعہ 10 مئی: تقریر اور خطبہ جمعہ قرآن اکیڈمی، ڈی ایچ اے کراچی کی مسجد میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد از نماز اہل خانہ کے ساتھ حلقہ کراچی شمالی کے دیرینہ رفیق کمال صدیقی کے انتقال پر ان کے گھر تعزیت کے لیے جانا ہوا جہاں حاضرین سے اس موقع کی مناسبت سے خطاب بھی کیا۔

ہفتہ 11 مئی: ممبر قومی اسمبلی سید مصطفیٰ کمال صاحب سے ملاقات کی جس میں انسدادِ سود کے حوالہ سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ کچھ مشوروں اور آئندہ کے لائحہ عمل پر بھی بات ہوئی۔ خاندان کے ایک گھرانہ میں منعقد ہونے والی تقریب نکاح سے ایک مسجد میں خطاب کیا۔

اتوار 12 مئی: صبح اسلام آباد آمد ہوئی۔ مولانا فضل الرحمان صاحب سے ملاقات متوقع تھی جو بوجوہ نہ ہو سکی۔ رات مانسہرہ جانا ہوا۔

پیر 13 مئی: مانسہرہ میں منتخب نصاب قرآنی کے حوالے سے مقامی شعبہ تعلیم کے ایک ذمہ دار سے ملاقات رہی۔ ایک مقامی کالج میں نصاب قرآن پڑھانے والے 400 سے زائد اساتذہ کے تربیتی پروگرام میں گفتگو کی اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ دوپہر کو ایک اسکول میں طلبہ سے خطاب کیا۔ چند اساتذہ اور شعبہ تعلیم کے ذمہ داران سے گفتگو کی۔ شام کو منفرد اسرہ مانسہرہ کے رفقاء کے ساتھ ملاقات اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ رات کو اسلام آباد ایئرپورٹ سے کراچی روانگی ہوئی۔

منگل و بدھ 14 اور 15 مئی: معمول کے امور انجام دیے۔

دورانِ ہفتہ نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مستقل آن لائن رابطہ رہا۔

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ حلقہ پنجاب جنوبی

3 مئی 2024 بروز جمعہ نائب ناظم اعلیٰ وسطی زون محترم محمد ناصر بھٹی صبح 9:30 بجے قرآن اکیڈمی ملتان تشریف لائے۔ دن کے اوقات میں امیر حلقہ سے ملاقات رہی۔ اسی دن امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حلقہ پنجاب جنوبی کے سالانہ تنظیمی دورہ پر ملتان نمازِ عصر سے قبل تشریف لائے۔ سب سے پہلے امیر تنظیم اسلامی امیر حلقہ اور نائب ناظم اعلیٰ کے ساتھ صدر انجمن خدام القرآن جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی کے گھر ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ الحمدللہ محترم طاہر خاکوانی صاحب اب پہلے سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ ملاقات کے بعد نماز مغرب سے قبل قرآن اکیڈمی ملتان پہنچے۔ نماز کے بعد ملتان شمالی تنظیم کے مقامی امیر محمد شہریار خان سے ملاقات کی۔ نمازِ عشاء کے بعد رات کا کھانا کھایا اور پھر آرام کیا۔

4 مئی 2024 بروز ہفتہ امیر محترم نے صبح 8:30 بجے حلقہ کے اجتماع میں شرکت کی۔ قرآن اکیڈمی آفیسرز کالونی کی مسجد کے اوپر اعتکاف ہال میں یہ اجتماع منعقد ہوا۔ امیر محترم نے ابتدائی کلمات سے اجتماع کا آغاز کیا۔ امیر حلقہ نے امیر محترم کے سامنے حلقہ کا تعارف پیش کیا اور مقامی تنظیم و منفرد اسروں کے امراء و نقباء کا تعارف بھی ساتھ ساتھ ہوا۔ اس کے بعد سال کے دوران نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف ہوا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ 11:00 بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ اس اجتماع میں 125 ملتزم رفقاء، 515 مبتدی رفقاء، اور 20 احباب نے شرکت کی۔ کل 300 حضرات شریک ہوئے۔

وقفہ کے بعد دوبارہ سوال و جواب کی نشست جاری رہی۔ امیر محترم نے اپنے خطاب کو منسوخ کر کے سوال و جواب کی نشست کو جاری رکھنے کا کہا۔ اجتماع کے آخر میں پہلے ملتزم رفقاء سے اور اس کے بعد مبتدی رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی۔ دن 12:30 بجے امیر محترم کی دعا پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات اور سوال و جواب کی نشست ہوئی جو نماز ظہر تک جاری رہی۔ نماز ظہر اور کھانے کے بعد بھی ذمہ داران کے ساتھ نشست جاری رہی۔ تقریباً 3:00 بجے کے قریب دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ امیر محترم نے کچھ دیر آرام کیا اور 4:00 بجے ملتان سے سکھر کے لیے روانہ ہو گئے۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری، معتمد حلقہ)

اجتماع معاونین حلقہ ملاکنڈ

تنظیم اسلامی حلقہ ملاکنڈ کے معاونین کا پندرہ روزہ مشاورتی اجتماع، حلقہ مرکز تیمر گرہ میں پانچ مئی 2024 کو منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز درس قرآن مجید سے ہوا۔ جس کی سعادت حضرت نبی محسن نے حاصل کی جبکہ محمد سعید جان نے درس حدیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مطالعہ لٹریچر کے سلسلے میں محمد صدیق نے برصغیر پاک میں "اسلام کی انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل اور اس سے انحراف کی راہیں" کا مطالعہ کرایا۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے احسان اسلام سرکلر پر گفتگو کی۔ عالمی منظر نامے کے سلسلے میں جناب احسان اللہ نے گزشتہ مہینے کی عالمی حالات و واقعات کی رپورٹ پیش کی۔

گزشتہ کارروائی کا خلاصہ معتمد حلقہ جناب شاہ وارث نے پیش کیا۔

بعد میں درجہ ذیل نکات پر تفصیلی مشاورت ہوئی۔

1- تنظیم ڈیٹا بیس کی تیاری۔ 2: اجتماعات اسرہ جات اور مقامی تنظیم کا جائزہ۔

3: معاونین حلقہ کی گزشتہ مہینے کی کارگزاری۔ 4: امیر محترم کے مجوزہ دورہ ملاکنڈ کے لیے تیاریوں پر مشاورت ہوئی۔ 5: ذیلی حلقہ جات کے سلسلے میں مرکز سے موصول ہونے والی خط و کتابت کی تفصیلات بھی پیش کی گئیں۔ 6: ماہانہ جائزہ رپورٹ پر بھی مشاورت ہوئی۔

مسنون دعا کے بعد اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

(مرتب کردہ: محمد سعید جان، ناظم نشر و اشاعت حلقہ ملاکنڈ)

انفرادی دعوت کے فائدے

دعوتی کام کا ایک موقع ملا، ایک پلمبر کو کام کے سلسلے میں مقامی تنظیم کے دفتر بلوایا گیا۔ جناب مظفر بھائی تشریف لائے اور بہت اچھے طریقہ سے کام کیا۔ انہوں نے پوچھا کہ قرآن مرکز کا کیا سلسلہ ہے تو میں نے انہیں قرآن کے بارے میں بانی محترم کی فکر سے آگاہ کیا کہ قرآن مجید کی جانب سے عائد کردہ ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو ہدایت دی اور انہیں جستجو ہوئی کہ قرآن مجید کو اپنی زبان میں سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی میری مشکل آسان کر دی کہ دورہ ترجمہ قرآن کے درمیان تزئین و آرائش کی ذمہ داری میرے پاس تھی تو PIAN میں پلمبرنگ کے لیے میں نے مظفر بھائی سے رابطہ کیا کہ وہ آ کر باتھ رومز کی مرمت کر دیں۔ انہوں نے بہت احسن طریقہ سے وہاں پر بھی کام کیا اور جب میں نے انہیں دورہ ترجمہ قرآن کے متعلق تمام تفصیلات بتائیں تو بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیسی تراویح ہے کہ جس میں خواتین اور بچے بھی رات کے ایک بجے تک تراویح میں شامل رہتے ہیں تو الحمدللہ وہ میری دعوت پر 20 ویں روزہ کو کورنگی میں اپنی رہائش کے قریب ہی دورہ میں شرکت کے لیے پہنچ گئے اور اگلے دن فون پر بتایا کہ میرے بیوی بچے بھی گئے تھے اور انہیں آپ لوگوں کا یہ انداز بہت پسند آیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم باقی تمام دن اس پروگرام میں شریک ہوں گے۔ الحمدللہ دعوت کا ایک موقع ملا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ہدایت ڈال دی اور ہماری تھوڑی سی کوشش کی وجہ سے انہیں دین کے ساتھ مزید جوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی راہِ ہدایت عطا فرمائے اور مجھے بھی قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم دعوت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں خواہ وہ ہمارے پاس آنے والے کوئی ورکر ہو، کوئی ڈرائیور ہو، چوکیدار ہو یا کوئی بھی ہو۔ الحمدللہ دعوت کے مواقع ہوتے ہیں۔ صرف ہمیں اپنی فکر تازہ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہی بات اپنے ساتھیوں سے بھی کہوں گا کہ وہ ہر وقت دعوت کے لیے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں دعوت اور اقامت کی جو ذمہ داری دی گئی ہے اسے ہم ادا کر سکیں۔ آمین! (مرسلہ: سید عارف حسین، کراچی)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے رفیق محمد عمران کو دل کا دورہ پڑا۔ ان کے دل میں سٹنٹ ڈالا گیا ہے۔ برائے بیمار پرسی: 0306-7476198

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

Biden is complicit in Zionist war-crimes in Gaza

Is US President Joe Biden caught between a rock and a hard place due to his role in Israel's slaughter of thousands of innocent Palestinian civilians? The global consensus is clear: Israel is perpetrating a genocide in the besieged Gaza Strip. And it is not by accident that Biden has got himself in a tangle with pro-Palestinian protesters and anti-Israel pressure groups. A dominant narrative doing the rounds in mainstream American media points to the irony that in all the time Biden facilitated Benjamin Netanyahu's horrific massacres, he was supported by everyone who loves Israel.

Now that he has temporarily paused arms shipments to Israel, he has become an object of hate and vehemently despised by the same constituency. The love/hate paradigm is typical of ardent zionists who believe that America's domestic and foreign policy in support of Israel must remain iron clad, without any conditions. Even if it is in open defiance and violation of International Law, as is the case here, so be it.

Democratic billionaire donor Haim Saban sent an angry email to him over his Rafah warning. "Let's not forget that there are more Jewish voters who care about Israel, than Muslim voters that care about Hamas," he wrote. Israel's fascist security minister Itamar Ben-Gvir reposted a tweet by Israeli MK and Likud Official Tali Gottlieb "The US is threatening not to give us precise missiles,". "Oh yeah? Well, I got news for the US. We have imprecise missiles. I'll use it. I'll just collapse ten... buildings. That's what I'll do."

However, Jewish Voices for Peace (JVP) Executive Director Stefanie Fox, holds views diametrically opposed to zionism's irrational fan club. "Biden's statement is as necessary as it is overdue. The US already bears responsibility for months of catastrophic devastation: The nearly 40,000 Palestinians that the Israeli military has killed, the two million Palestinians being intentionally brought to the brink of famine, the decimation of all universities and almost every hospital in Gaza. Today's statement shows that Biden can no longer ignore the will of the majority of Americans who want a permanent ceasefire, release of all hostages, and an end to US complicity in Israeli war crimes."

The truth is that Biden's halt of weapons is an admission of guilt. In other words, he knows that the weapons of mass destruction (WMD) he has supplied via an arms bridge corridor have and continue to kill Palestinians. While Biden is battling to retain his political office, student protests across US universities demanding sanctions and divestments, have added to his woes. He is well aware that not only Americans but masses across the world hold him responsible for the carnage in Gaza. The message resounding across western capitals as indeed at college campuses is loud and clear: Biden is complicit!

Even if he sticks to his guns, no pun intended, Biden's culpability makes him a candidate for prosecution at the International Criminal Court as a war criminal. That is if the ICC grows a backbone by refusing to be bullied and performs its duty without fear or favour. Reports indicate that the Biden regime has since October 7 despatched billions in weapons to Israel. This is a blank cheque to Netanyahu and his criminal gang of warlords to use as they please. Whatever cat and mouse game Biden is playing, the reality is that Rafah has been overrun by Netanyahu's genocidal forces.

The densely-populated area has been sealed off with all border crossings including the main artery to Egypt shut down. Bombs continue to rain down on the population while massacres and assaults on the few hospitals in Rafah have intensified. So, while Biden desperately tries to untangle his regime from the knots he willingly and consciously allowed Netanyahu to tie him in, the horror of genocide facing Palestinians in Gaza, will haunt him.

<u>Courtesy</u>: ***https://crescent.icit-digital.org/***

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.20

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore